22/11

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور (پاکستان)

نگران اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

~~اسلامی نظام~~

مولوی

کا سہرا ''تیسری دنیا'' کے سر بندھتا ہے

اکتوبر میں انتخابات نہ ہوئے تو ہم وزارتوں سے علیحدہ ہو جائینگے

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسہ | شمارہ نمبر ۱۱ | ۱۶ مارچ تا ۲۲ مارچ ۷۹ء

بہاروں کا سفیر آیا

بہ تقریب تشریف آوری خان فقیر محمد خان صاحب وزیرِ امورِ کشمیر و قبائلی علاقہ جات پاکستان

بمقام کھیالی بروز جمعتہ المبارک بتاریخ ۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ ۱۶ فروری ۱۹۷۹ء

خزاں رخصت ہوئی ہے اور بہاروں کا سفیر آیا
زہے قسمت کھیالی میں محمدؐ کا فقیر آیا

وہ پرچم جس کے وارث ہند میں تھے شاہ ولی اللہ
اسی پرچم کے زیرِ سایہ صف بستہ تھے اہل اللہ

اسی پرچم کا سایہ آج بھی ہے ہم غریبوں پر
ضیاء الحق کو بخشی ہے حکومت خوش نصیبوں پر

وہی مردِ خدا زنجیرِ باطل توڑ دی جس نے
سہرہ ظلم و عدواں کی صراحی پھوڑ دی جس نے

اسی مردِ خدا کا آج آیا ہے نمائندہ
خدا کے دو جہاں ہو اتحادِ قوم پائندہ

انہی مردانِ حق سے بول حق کا ہو گیا بالا
جنہوں نے ظلمت و باطل کا ہر نقشہ بدل ڈالا

نشاطِ ثانیہ اسلام کی اب آنے والی ہے
ثمر سے جس کے بہرہ ور چمن کی ڈالی ڈالی ہے

ضیائے حق سے پاکستان میں اب روشنی ہوگی
عروقِ مردۂ ملت میں پیدا زندگی ہوگی

دبا رکھا تھا چیرہ دستیوں سے جس کو باطل نے
اس آئینِ ستم کو روند ڈالا مردِ عاقل نے

مبارک ہو چمن والو کہ فصلِ بہار آئی
نوازش ربِ کعبہ کی قطار اندر قطار آئی

وطن میں دور ہوگا کامیابی کامرانی کا
صفی کو بھی مزہ آئے گا ایسے شعر خوانی کا

منجانب :- محمد عبدالرؤف صفی المجددی ۔ ساکن موضع کھیالی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ ۔

بفرمائش :- حاجی یوسف علی صاحب ہاشمی سرپرست قومی اتحاد ۔ موضع کھیالی شاہ پور ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

خان قیوم ۔ سودے بازی کی راہ پر

قیوم لیگ کے صدر خان عبدالقیوم خان کچھ عرصہ منقار زیر پر رہ کر پھر چہچانا شروع ہوئے ہیں ۔ خان قیوم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اخبارات کی وساطت سے سامنے آرہا ہے ۔ خان قیوم نے ایک مرتبہ پھر پارلیمانی نظام کی خرابیاں بیان کرتے ہوئے ملک میں صدارتی نظام نافذ کرنے کی دہائی دی ہے اور ساتھ ہی جلد انتخابات کرانے کا مطالبہ بھی کیا ہے ۔ پاکستان قومی اتحاد کے وزراء کو بھی رگیدا ہے اور مسلم لیگ پر بھی برسے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ چٹھہ اور پگاڑا گروپ نے مسلم لیگ کی کوئی خدمت نہیں کی قیوم خان نے مسلم لیگیوں کو طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ اب مفتی محمود کے دروازے پر دستک دی جا رہی ہے کہ صحیح مسلم لیگی ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا جائے ۔ جبکہ مفتی محمود پاکستان کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ خان قیوم نے یہ بھی کہا کہ پاکستان کی تخلیق میں کسی جنرل اور ائیر مارشل کا کوئی کردار نہیں ۔

ان دنوں خان اعظم اسی قسم کی اچھوتی بانگیاں الاپ رہے ہیں اور ایک مرتبہ پھر الزامات ، اتہامات اور بہتان طرازی کے کیل کانٹے سے لیس ہو کر حسب عادت میدان حصول مفادات میں در آئے ہیں ۔ اور ہل من مبارز کی صدائے بے ہنگام بلند کر رہے ہیں ۔

نظر بظاہر خان قیوم اپنے حالیہ دورے سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے تن مردہ میں ابھی زندگی کی رمق باقی ہے اور آج بھی حب الوطنی کی اجارہ داری کا ٹھیکہ انہی کے پاس ہے ۔ انہیں اس بات پر غصہ ہے کہ مسلم لیگ مفاہمت کیلئے پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کے ہاں کیوں جا رہی ہے اور وہ قومی اتحاد میں شرکت کو ناگزیر کیوں سمجھ رہی ہے ۔ خان قیوم حسب عادت دہری چال چل رہے ہیں ایک طرف تو وہ صدارتی نظام کی بات کر کے جنرل ضیاء الحق کے خیال کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں اور دوسری جلد انتخابات کرانے کا مطالبہ کر کے اور کسی جنرل وائیر مارشل کی تخلیق پاکستان میں کردار نہیں ہے کہہ کر حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں ۔

اس سارے کھڑاگ سے خان عبدالقیوم کا مقصد یہ ہے کہ حکومت سے سودے بازی کی جائے اور اس مرتبہ بھی وہی داؤ آزمایا جائے جو انہوں نے بھٹو حکومت کے دوران آزمایا تھا اور کامیاب ہوئے تھے ۔ لیکن خان قیوم کو یہ جاننا چاہیے کہ وہ دور اب چلا گیا جب ملک کے محب وطن اور سادہ لوح عوام ان کی چکنی چپڑی باتوں اور گرگٹ نما آنسوؤں سے پسیج جاتے تھے اب عوام کے سامنے خان قیوم کا درخشندہ ماضی اچھی طرح اجاگر ہو گیا ہے اور وہ بخوبی یہ کہنے لگے ہیں کہ خان قیوم نے ہر دور میں اپنے مفادات کو حب الوطنی کا نام دے کر ملک دشمنی کی ہے ۔ اب تو خان صاحب کے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ گوجرانوالہ کے معزز اور دردمند وکیل کی زریں نصیحت پر عمل کرتے ہوئے سیاست کے کھیکڑوں کو خیرباد کہہ کر اللہ اللہ کریں ۔

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۱۱

جمعۃ المبارک ۱۶ مارچ ۷۹ء، ۱۷ ربیع الثانی ۹۹ھ

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ -/۶۵ روپے
ششماہی -/۳۳ روپے
سہ ماہی -/۱۷ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ پچاس پیسے

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

رابطہ کیجئے: ہفت روزہ ترجمانِ اسلام، رنگ محل لاہور-۸

پبلشر مولانا عبیداللہ انور نے [illegible] لاہور سے شائع کیا۔

برصغیر میں ہم انگریزوں کیخلاف تحریک نہ چلاتے تو پاکستان معرض وجود میں نہ آتا

مولانا مفتی محمود

قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ اگر ہم اور ہمارے ساتھی برصغیر میں انگریز کے خلاف تحریک نہ چلاتے تو پاکستان قائم نہیں ہو سکتا تھا یہ بات انہوں نے آج آفتاب کو ایک خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے کہی انہوں نے کہا کہ ہم نے کبھی بھی قیام پاکستان کی مخالفت نہیں کی مفتی صاحب سے سوال کیا گیا تھا کہ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی اور تحریک استقلال کے سربراہ ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان عموماً آپ سے متعلق پریس کانفرنسوں اور تقریروں میں کہتے ہیں کہ مولانا مفتی محمود نے برصغیر کی تقسیم سے قبل قیام پاکستان کی سخت مخالفت کی تھی۔ اس کے جواب میں انہوں نے اپنے الفاظ پر زور دے کر کہا کہ میں نے کسی دور میں بھی پاکستان کی مخالفت نہیں کی۔ برصغیر میں انگریزوں کے خلاف زبردست تحریک ہم لوگوں نے چلائی تھی جس کے نتیجہ میں فرنگیوں کو برصغیر سے نکلنا پڑا۔ انگریز اگر برصغیر پر مسلط رہتا تو پاکستان قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ ہماری عظیم تحریک کے نتیجہ میں پاکستان قائم ہوا اور ہم نے پاکستان قائم ہوتے ہی شروع ہی سے پاکستان کی تعمیر کے لیے جدوجہد کی جو آج تک جاری و ساری ہے ہم پر اعتراض کرنے والے مولانا شاہ احمد نورانی اور اصغر خان تو ۱۹۷۰ء کی پیداوار ہیں۔ اس سے قبل وہ کہاں تھے۔ ان دونوں کی سیاسی زندگی کی مدت ہی کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہ پاکستان کے مخالف نہ ہوتے تو یہاں آ کر دینی مدارس کیوں قائم کرتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات صرف سیاسی ساکھ بنانے کے لیے کی جا رہی ہے حالانکہ ان میں ذرا برابر بھی صداقت نہیں ہے۔ سوال کیا گیا کہ آپ نے اپنے بیانات میں کہا ہے کہ اگر حالات سازگار نہ ہوئے تو الیکشن ملتوی ہو سکتے ہیں اس کے جواب میں مفتی صاحب نے کہا کہ ملک میں ایک دینی پارٹی فرقہ واریت پھیلا رہی ہے اور ایک سیاسی پارٹی منافرت انگیز بیان بازی سے سیاسی فضا کو مسموم کر رہی ہے۔ یہ دونوں پارٹیاں ملک میں انتشار اور خانہ جنگی کی فضا پیدا کر رہی ہیں اور اگر ایسے حالات پیدا ہو گئے تو مارشل لاء حکومت انتخابات کو التواء کرنے سے متعلق سوچ سکتی ہے۔ یہ میری ذاتی رائے نہیں ہے۔ کیونکہ انتخابات مارشل لاء حکومت نے کرانا ہیں اور ملتوی بھی وہ کر سکتی ہے۔ اب عوام ہی اس بات کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ انتخابات کون ملتوی کرانا چاہتے ہیں سوال کیا گیا کہ آپ ۱۷ فروری کو صدر مملکت جنرل ضیاء الحق سے ملاقات کر رہے ہیں۔ ان میں کن امور پر بات چیت متوقع ہے۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ موجودہ ملکی حالات نظام مصطفیٰ کے مؤثر انداز میں عمل کرانے انتخابات کی حتمی تاریخ مقرر کرنے اور سیاسی سرگرمیوں سے پابندی اٹھانے پر بات چیت ہو گی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ صدر مملکت سے پہلے تو وہ خود تنہا ملاقات کریں گے اور اگر ضروری ہوا تو قومی اتحاد کے دیگر رہنماؤں کو ساتھ لے جائیں گے۔ انہوں نے ان میں سے کسی کا نام نہیں بتایا۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ کسی بھی جمہوری ملک میں انتخابات سے قبل کابینہ مستعفی نہیں ہوتی۔ اس بار بھی انتخابات عدلیہ اور فوج کی نگرانی میں ہوں گے اور وزراء کے انتخابات سے کچھ ماہ قبل مستعفی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ بھٹو جیسے آمر کے دور میں بھی انتخابات سے قبل کابینہ مستعفی نہیں ہوئی تھی اور کسی نے بھی بھٹو دور کے وزراء کے مستعفی ہونے کا مطالبہ تک نہیں کیا تھا۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ مسلم کانفرنس کے سردار عبدالقیوم اور جنرل فیض علی سے ان کی ملاقات ہوئی ہے اور تمام اختلافات ختم ہو گئے ہیں باقی رہا احتساب کا مسئلہ تو وہ قومی اتحاد میں شامل ہر جماعت کے راہنما کے احتساب کے حق میں ہیں۔ سوال کیا گیا کہ یہ کہا جاتا رہا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول سے قبل قومی اتحاد کے راہنماؤں کو علم نہیں تھا کہ صدر مملکت جنرل ضیاء الحق کیا اعلان کرنے والے ہیں اسی لیے آپ نے بیان دیا تھا کہ اگر ۱۲ ربیع الاول کو ہماری خواہش کے مطابق نظام اسلام نافذ نہ ہوا تو ہم اپنے وزراء واپس بلا لیں گے۔ اس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ ۱۲ ربیع الاول کو جو اعلانات ہوئے وہ ہمارے مشورہ اور تجاویز سے ہی ہوئے تھے حتیٰ کہ قذف کی حد کی آخری شق ہمارے مشورہ سے شامل کی گئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ خالد کے مشیر برائے مذہبی امور ڈاکٹر معروف دوالبی جب پاکستان آئے تو میں نے ان سے ملاقات کی کافی دنوں تک ڈاکٹر معروف کے مشورہ اور ہماری تجاویز پر بحث چلتی رہی اور بالآخر اسلامی تعزیری قوانین کے نفاذ کا فیصلہ کیا گیا مفتی صاحب نے بتایا کہ قرآن و سنت کی روشنی میں انہوں نے اور ڈاکٹر معروف نے اسلامی تعزیری قوانین کا باہم مشورہ سے مسودہ تیار کیا جو وزارت قانون کو پیش کیا گیا اور جب یہ مسودہ منظور ہوا تو صدر مملکت نے مجھ سے رابطہ قائم کر کے کہا کہ آپ کے لیے مژدہ ہے کہ آپ کا ترتیب دیا ہوا اسلامی تعزیری قوانین کا مسودہ وزارت قانون نے منظور کر لیا ہے قومی اتحاد کے سربراہ نے کہا کہ ۱۲ ربیع الاول کے مبارک موقع پر اسلامی نظام کے نفاذ کا مشورہ بھی انہوں نے ہی دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ صدر مملکت نے الیکشن کی تاریخ کا اعلان نہ بھی کیا تو بھی وہ مارشل لاء حکومت سے تعاون جاری رکھیں گے لیکن اگر اکتوبر میں

باقی صفحہ ۳۰ پر

ڈاکٹر اور ٹھیکیدار خود غرضی کے معمار؟

جائے واردات سے عدم موجودگی! بوگس سہارا

لاہور کے ایک اخبار میں ۸۳ سالہ بوڑھے کی ایک عرضداشت شائع ہوئی ہے۔ اس میں اس نے لکھا ہے کہ "ملک کے متعدد ڈاکٹر اس کا چھ مرتبہ اپریشن کر چکے ہیں۔ کراچی سے خیبر تک سینکڑوں ڈاکٹروں سے علاج کرا چکا ہوں۔ عرصہ ۲۴ سال سے بیمار ہوں۔ اور اور بیماری بھی شدید ہے" اس عرضداشت میں توجہ طلب اور افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس بیماری کا علاج ڈاکٹروں کی خود غرضی کی وجہ سے صحیح نہیں ہو سکا۔

ڈاکٹروں کی خود غرضی کا یہ نیا واقعہ نہیں ہے بلکہ ایسے واقعات ملک کے ہسپتالوں میں آئے دن پیش آتے رہتے ہیں اور جن لوگوں کے ساتھ یہ بیتتی ہے ان کا کوئی بھی تو پرسان حال نہیں۔ شاندار عمارتوں والے ہزاروں ایکڑ زمین پہ قائم کروڑوں روپوں کی مالیت کے یہ ہسپتال محض نمائشی ہیں۔ ڈاکٹروں کے دلوں سے رحم نام کی چیز نکل چکی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹری کا کورس کرتے وقت ہی وہ جذبہ رحمدلی کو اپنے سے جدا کر دیتے ہیں۔ محکمہ صحت جو کروڑوں روپے ان سرکاری ہسپتالوں پر خرچ کیلئے مخصوص کرتا ہے معلوم نہیں وہ کہاں جاتا ہے؟ مریض تو بدستور ہسپتال کی پانی والی دوائی پہ گزارا کر رہے ہیں۔

کیا حکومت ان ڈاکٹروں پر لاکھوں روپے اس لیے خرچ کرتی ہے کہ وہ ڈاکٹر بن کر قوم کے دکھوں میں اضافہ کریں۔ رحمدلی کی جگہ خود غرضی لے لے۔ سرکاری ڈاکٹروں کی من مانی کی بھی انتہا ہے کہ شدید سے شدید بیمار کو چند دن ہسپتال میں رکھ کر چھٹی دے دیتے ہیں۔ خواہ علاج ہو یا نہ ہو۔

مریض ڈاکٹر کا انتظار کرتے ہیں اور ڈاکٹر اپنے کمروں میں خوش گپیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ شاید ڈاکٹروں کے نزدیک انسانیت اسی کا نام ہے۔ یہ تو حال ہے سرکاری ڈاکٹروں کا۔

پرائیویٹ ڈاکٹر سرکاری ڈاکٹروں سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

ایک مرتبہ کسی ڈاکٹر کے پاس ایک مریض آ جائے اس کا ایک مرتبہ آنا غضب ہو جائے گا۔ ڈاکٹر اسے صحت یاب کرنے کی بجائے کوشش کرے گا کہ سدا کا بیمار بن جائے تاکہ "مستقل گاہک" کی حیثیت سے روز آتا رہے اور ڈاکٹر جیب روز دس پندرہ روپے سے گرم کرتا رہے۔

پرائیویٹ ڈاکٹروں کی دوا محض رنگین پانی ہوتا ہے کیپسولوں میں میدا، اور انجکشن میں آدھے سے زیادہ پانی ....

ایسی دوا کھا کر مریض کو کیا خاک شفا ہو گی؟

ان پرائیویٹ ڈاکٹروں کی مثال تو کارپوریشن کے ان ٹھیکیداروں کی سی ہے جو ایک مرتبہ کسی سڑک وغیرہ کی تعمیر کا ٹھیکہ لیکر ہمیشہ کے لیے اسے بناتے ہی رہتے ہیں۔ بلدیہ کے کئی ایڈمنسٹریٹر تبدیل ہو جاتے ہیں حکومتیں بدل جاتی ہیں مگر سڑک تعمیر نہیں ہوتی۔

ہوتا یوں ہے کہ ٹھیکیدار پہلے سڑک کا ابتدائی حصہ بناتے ہیں پھر درمیانی اور پھر آخری اسی طرح سڑک کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

درمیانی اور آخری حصہ بناتے بناتے تعمیر شدہ ابتدائی حصہ ٹوٹ جاتا ہے اور جب درمیانی اور آخری حصہ تعمیر ہو جاتا ہے تو حکومت ابتدائی حصہ کی تعمیر کے لیے پھر ٹھیکہ دیتی ہے نتیجتاً ٹھیکہ پھر اسی ٹھیکیدار کو ملتا ہے اور یوں وہ ہمیشہ کے لیے سڑک سے سمجھوتہ کر لیتا ہے۔ سڑک بنانے میں ٹھیکیدار حضرات ناقص میٹیریل کے استعمال کی "مخصوص ٹیکنیک" استعمال کرتے ہیں۔

"یہی "مخصوص ٹیکنیک" ڈاکٹروں نے بھی اپنالی ہے عوام ان کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ "کچھ کہہ بھی نہیں سکتے"

مسٹر بھٹو کی جاں بخشی کیلئے پیپلز پارٹی کے کرتا دھرتا دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ اس دوڑ دھوپ میں مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ بھی شامل ہیں۔

انہوں نے صدر سے ملاقات کی اور جاں بخشی کے لیے اپیل کی۔ بعد ازاں اخبار نویسوں نے جب صدر سے ملاقات کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا کہ کوئی خاص امور زیر بحث نہیں آئے اور جان بخشی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اگلے روز صدر جنرل ضیاء الحق نے وضاحت کی کہ پیرزادہ صاحب جھوٹ بولتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے جان بخشی کی اپیل کی تھی۔ مسٹر بھٹو کی جان بچانے کے لیے دنیا بھر سے کم و بیش لاتعداد سربراہوں وزراء اعظم اور لیڈروں نے اپیلیں کی ہیں۔ مگر افسوس کہ انہیں اپیلیں کرتے وقت ترکی کے عدنان میندریس یاد نہ رہے جو بے گناہ تختہ دار پہ لٹکا دیئے گئے تھے اور دنیا کے کسی سربراہ کی اپیل کو درخور اعتنا نہیں سمجھا کیونکہ وہ ترکی کا اندرونی مسئلہ تھا۔

برما کے وزیر اعظم کو پھانسی دی گئی وہ قتل عام میں بذات خود شریک نہیں تھا۔ مگر قتل عام اس کے ایما پر ہوا۔ اگر مسٹر بھٹو اپنی جان بچانے کے لیے اپنی عدم موجودگی کا سہارا لے رہے ہیں تو انہیں دوسری

ترتیب ۔ محمد اسلم شیخوپوری مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

مزاحِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک، جامع زندگی تھی آپؐ کے عرصۂ حیات، پر نظر ڈالی جائے تو آپؐ ہمیں کبھی میدانِ جنگ میں نظر آتے ہیں اور کبھی مسجد کے کونے میں کبھی رزم میں کبھی بزم میں کبھی وعظ ونصیحت کرتے ہوئے کبھی خرید وفروخت کرتے ہوئے کبھی بیواؤں کی دادرسی کرتے ہوئے کبھی اصحاب و رفقا میں گھلے ملے ہوئے۔

آپؐ کی زندگی اس راہب کی سی زندگی نہ تھی جسے دنیا وما فیہا کی خبر نہیں ہوتی اور جو معاشرتی ذمہ داریوں اور گھر بلو گرانباریوں سے بھاگ کر کھنڈرات میں جا چھپتا ہے جس کا ذہن و دماغ مسرت و بشاشت سے اور جس کا چہرہ تبسم کی کرنوں سے نا آشنا ہوتا ہے اور نہ ہی آپؐ کی زندگی اس عاشقانِ دنیا کی سی تھی جسے دنیا کی محبت خدا اور خدا کے احکام، آخرت اور آخرت کی ہولناکیوں سے غافل کر دے بلکہ آپؐ اللہ تعالےٰ کے حقوق بھی ادا فرماتے تھے اور انسانی معاشرتی اور خانگی ذمہ داریوں سے بھی چشم پوشی نہیں فرماتے تھے آپؐ کی مجلس میں اگر حکومتی نظام کو چلانے، ملکی معاملات کو سدھارنے، غربا کی دادرسی، رموزِ تصوف، اصلاحی امور، تزکیۂ نفس، صفائی قلب اور خدائی احکام اور اوامر و نواہی کا ذکر ہوتا تھا تو گاہے بگاہے لطیف اور شریفانہ طنز و مزاح بھی ہوتا تھا جس میں جھوٹ کی آمیزش اور دوسرے مسلمان کی ہتک کا پہلو نہ ہوتا تھا آج کی مجلس میں ہم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح ہی کے چند نمونے پیش کریں گے۔

● حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک مرتبہ فرمایا او دو کانوں والے! ـ کان تو سب ہی کے دو ہوتے ہیں ان کو جو دو کانوں والا فرمایا تو کسی خصوصیت کی بناء پر مثلاً ان کے کان بڑے ہونگے یا سماعت تیز ہوگی۔

● حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست، کی کہ کوئی سواری کا جانور مجھے عطا فرما دیا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اونٹنی کا بچہ تم کو دیں گے سائل نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بچے کو کیا کروں گا (مجھے تو سواری کے لیے چاہیے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔

● حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص جنگل کے رہنے والے تھے جن کا نام زاہر بن حرام تھا وہ جب حاضر خدمت ہوتے تو جنگل کی اشیاء سبزی ترکاری وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اور وہ مدینہ منورہ سے واپس جانے کا ارادہ کرتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شہری تحائف ان کو عطا فرماتے ایک، مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے خصوصی تعلق تھا زاہر کچھ بدشکل بھی تھے ایک، مرتبہ بازار میں کھڑے وہ اپنا کوئی سامان فروخت کر رہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پیچھے سے ان کی کولی اس طرح بھری کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکیں انہوں نے کہا ارے کون ہے مجھے چھوڑ دے لیکن جب کن انکھیوں سے دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو اپنی کمر کو بہت اہتمام سے پیچھے کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے ملنے لگے (کہ جتنی دیر بھی تلبس رہے، ہزار نعمتوں اور لذتوں سے بڑھ کر ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کوئی جو اس غلام کو خریدے! زاہر نے عرض کیا کہ حضور! اگر آپؐ نے مجھے فروخت کر دیا تو کھوٹا اور کم قیمت پائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اللہ کے ہاں تو تم کھوٹے نہیں بلکہ بیش قیمت ہو۔

● حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ میل جول اور مزاح بھی فرماتے تھے چنانچہ میرا ایک چھوٹا بھائی (جس کا گھر میں پالا ہوا "نغیر" نامی پرندہ مر گیا تھا باوجودیکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مر جانے کا علم تھا لیکن آپؐ اس بچے کا دل بہلانے اور اس کے ساتھ دل لگی کے لیے) اسے فرماتے یا ابا عمیر ما فعل النغیر۔ ارے ابوعمیر وہ نغیر کہاں جاتا رہا۔

● حضرت انس بصریؒ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما دیجئے کہ حق تعالےٰ جل شانہ، مجھے جنت میں داخل فرما دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں بوڑھی عورت داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ عورت روتی ہوئی لوٹنے لگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ تو جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہ ہو گی بلکہ اللہ تعالےٰ جنت کی مستحق سب عورتوں کو نو عمر کنواریاں بنا دیں گے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ (ترجمہ:۔ ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پہ ایسا بنایا ہے (کہ وہ ہمیشہ) کنواریاں رہتی ہیں)

● ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے مذاق بھی فرما لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا (خواہ حالت مذاق ہی کیوں نہ ہو)

● سفیان بن عیینہ سے جو بڑے محدث ہیں کسی نے کہا کہ مذاق بھی ایک آفت ہے انہوں نے کہا بلکہ سنت ہے مگر اس شخص کے حق میں جو اس کے مواقع جانتا ہو اور اچھا مذاق کرتا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کسی کی دل آزاری، دروغ گوئی پردہ داری، اور افتراء و بہتان سے محفوظ رکھے۔ آمین

باقی صفحہ ۳۰ پر

اللہ والوں میں

حدت ضرور ہوتی ہے مگر شدت ہرگز نہیں

عارف باللہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم آپ نے قرآن کریم کا سب سے اوّل اُردو زبان میں "موضح القرآن" کے نام سے بامحاورۃ ترجمہ لکھا اور بفضل الٰہی یہ ترجمہ اتنا مقبول ومبرور ہوا کہ اس ترجمہ کو بعد میں سب متراجم پہ آج تک بھی فوقیت حاصل ہے اور سب بزرگوں نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے بلکہ اکثر مفسرین نے تفسیر تو لکھی ہے مگر ترجمہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہی رہنے دیا گیا ہے احقر راقم ۱۹۵۸ء میں مستقلاً حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب مدظلہ العالی کے دورۂ تفسیر میں شامل رہا ہے حضرت شیخ القرآن کو بھی راقم نے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ترجمہ وتفسیر کی تعریف میں رطب اللسان پایا، حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی تقریر کا اکثر حصہ بھی صرف حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمہ وتفسیر کی تعریف کے لیے وقف ہوا کرتا تھا اور بعض دفعہ تو آپؒ تعریف کرتے ہوئے ایسے وجد میں آجایا کرتے تھے کہ سبحان اللہ وہ منظر بھی قابل دید ہوتا کہ ایک شاہ جیؒ دوسرے اپنے پیشرو شاہ صاحبؒ کا ترجمہ مترنم آواز میں پڑھ کر حضرت ممدوح مرحوم کے لیے دعاؤں کے انبار لگادیتے اور فرماتے کہ اگر قرآن کریم اُردو زبان میں نازل ہوتا تو لامحالہ اسی ترجمہ میں نازل ہوتا، حضرت شیخ الہندؒ مولانا وسیدنا محمود حسن نوراللہ مرقدہٗ نے بھی اپنے ترجمہ کے مقدمہ میں حضرت شاہ صاحب مرحوم کے ترجمہ کو بہت ہی سراہتے ہوئے لکھا ہے کہ "حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ بامحاورہ ترجمہ کے بانی وامام ہیں انہوں نے بامحاورہ ترجمہ کو اختیار فرمانے کی یہی وجہ بیان کی ہے اور یہی وجہ ہے جو اسلاف ممدوحین مرحومین کے بعد اس زمانے میں جس نے قدم رکھا اس نے حضرت شاہ صاحبؒ ممدوح کا اتباع کیا اور بامحاورہ ترجمہ کرنے کو اختیار کیا جس پر کسی صاحب کا شعر یاد آتا ہے ؎

ہر مرغ کہ پر زد بہ تمنائے اسیری
اوّل بشگون کرد طواف قفس ما۔

اور خود حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بھی جب موضح قرآن لکھ چکے تو فارسی زبان کا ایک شعر تھوڑے سے تصرف کے ساتھ یوں اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

روزِ قیامت ہر کسے باخویش دارد نامۂ
من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآن در بغل

حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ کے ترجمہ و تفسیر موضح قرآن کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ذات باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں توحید پر جتنا زور دیا ہے حضرت شاہ صاحب ممدوحؒ کے ترجمہ و تفسیر میں اتنی ہی وضاحت ملتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا طریق تبلیغ بھی ہمیشہ ہی قرآن کریم کے فرمان "ادفع بالتی ھی احسن" کے مطابق تھا روایت ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ سیّد کو ضرور ہی تعظیم دیتے تھے سید خواہ سنّی ہو یا شیعہ یہی معمول ہمارے حضرت عارف باللہ مرشدنا مولانا عبدالہادیؒ سجادہ نشین دین پور شریف والوں کا بھی عمر بھر رہا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس معمول کا جب ایک رئیس شیعہ مگر سیّد کو علم ہوا کہ اگر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہ اگر حضرت شاہ صاحبؒ نے مجھے تعظیم دی تو میں سنّی ہو جاؤں گا اور ساتھ ہی میرے سیّد ہونے کی تصدیق بھی ہو جائے گی یہ کہہ کر وہ شاہ صاحبؒ کی خدمت میں روانہ ہو گیا اور جو لوگ اس وقت اس کے یہاں موجود تھے وہ بھی اس کے ہمراہ گئے جب وہ حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا تو حسب عادت شاہ صاحبؒ نے اس کو تعظیم دی اس نے کہا حضرت آپ نے میری تعظیم کیوں کی جواباً فرمایا کہ تمہارے سیّد ہونے کی وجہ سے اس نے کہا کہ میں تو شیعہ ہوں آپ نے فرمایا کہ سید اگر شیعہ بھی ہو تب بھی میں اس کو تعظیم دیتا ہوں وہ اس لیے کہ اگر قرآن کریم کاتب کی غلطی سے غلط لکھا جائے تو اس کو بھی قرآن ہی کہا جائے گا گو یہ بھی کہا جائے گا کہ وہ غلط ہے وہ شاہ صاحبؒ کی یہ تقریر سن کر فوراً ہی سنّی ہو گیا اور جتنا اس کے ساتھ شیعہ گئے تھے وہ بھی سب کے سب سنّی ہو گئے اور جب اس کی خبر علاقہ میں پھیلی تو اور بھی چند شیعہ اہلسنت والجماعت میں شامل ہو گئے اور اس رئیس نے تو بڑی دھوم کے ساتھ مٹھائی بھی تقسیم کی۔ ویسے بھی حقیقتاً اللہ والوں کے مزاج میں حدّت تو ضرور پائی جاتی ہے مگر شدت ہرگز ہی نہیں ہمارے اکابرین کا اصول چلا آیا ہے کہ وہ کسی کو بھی ذلیل نہیں سمجھتے نہایت ہی احترام کے ساتھ اس کو نصیحت کرتے ہیں تشدد نہیں کرتے اور بعض میں جو اس کا شبہ ہوتا ہے وہ بھی حدّت ہی ہے شدّت نہیں ہے لوگ حدت اور شدت میں فرق نہیں کرتے حالانکہ حدت اور ہے اور شدت اور ہے۔

حدّت لوازم ایمان ہے مومن بہت ہی غیرت مند ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی کسی کی بیوی کو چھیڑے تو غصہ ضرور آتا ہے اب اگر دیکھنے والا یہ کہے کہ یہ تو

بہت ہی تیز مزاج ہے تو اس سے یہ کہا جائے گا کہ کم بخت کچھ نہ کہتا تو بے غیرتی ہے اس لیے بعینہٖ دیندار مومن کو بھی دین کے خلاف کوئی بات گوارہ نہیں ہوتی اور وہ دین کے خلاف ہر عمل پر چیخ اٹھتا ہے نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ میں سب سے باغیرت ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھ سے بھی زیادہ باغیرت ہے دینی امور کے خلاف احتجاج نہ کرنا بھی بہت بڑی بے غیرتی ہے مگر سنجیدگی کا دامن چھوڑ دینا بھی دینداری نہیں ہے۔ احقر راقم کے والد ماجد الحاج حضرت مولانا محمد عبد اللہ خان صاحب مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے کہ ایک بار امام عالیمقام حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ایک شخص نے نماز کے لیے غلط وضو کیا تو اس مجلس میں موجود ایک صاحب نے کہا کہ یہ درست وضو نہیں اور جس کا وضو صحیح نہیں اس کی نماز کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ لا صلوٰۃ لمن لا وضوء لہٗ مگر حضرت امام ممدوح رضی اللہ عنہ نے اس انداز کو پسند نہ فرمایا اور اس صاحب کے پاس خود تشریف لے گئے اور فرمایا اے میرے چچا بزرگوار مجھے صحیح وضو کرنے کا طریقہ سمجھا دیجئے وہ اس طرح کہ میں وضو کرتا ہوں میرے وضو میں جو غلطی ہو مجھے بتا دیجئے پھر حضرت رضی اللہ عنہ نے بالکل درست اور سنت کے عین موافق وضو فرمایا تو اس صاحب نے کہا کہ حضرت رضؓ میں سمجھ گیا ہوں اب میں آئندہ صحیح طور پر ہی وضو کیا کروں گا۔ اسی طرح حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ تقریر فرما رہے تھے دوران تقریر ہی ایک شخص کو دیکھا جس کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے تھا آپ نے تقریر کے بعد اس صاحب کو بلوا کر فرمایا کہ آپ سے تخلیہ میں ایک بات کرنی ہے پھر خلوت میں فرمایا کہ بھائی صاحب میرے اندر ایک عیب ہے کہ میرا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ڈھلک جاتا ہے اور حدیث شریف میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ وغیرہ ڈھلکنے کے خلاف بڑی بڑی وعیدیں وارد ہوئی ہیں پھر آپؒ اپنا پاجامہ دکھلانے کیلئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ خوب غور سے دیکھنا کہ کیا واقعی میرا خیال درست ہے؟ یا محض وہم ہے تو اس شخص نے حضرت شاہ صاحب کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا کہ حضرتؒ آپ کے اندر تو یہ عیب کیونکر ہو سکتا ہے البتہ یہ عیب میرے اندر ہے مگر اس طریق پر مجھے آج تک کسی نے سمجھایا نہیں تھا میں اب تائب ہوتا ہوں انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔

اس قسم کے اور بزرگوں کے بھی متعدد عجیب و غریب واقعات احقر راقم کے ذہن میں محفوظ ہیں جو کسی اور ملاقات میں آپ حضرات کی خدمتِ عالیہ میں پیش کروں گا۔ انشاء اللہ تعہ

دار العلوم دیوبند کی بنیاد

عالم کائنات میں سب سے بڑی مکار قوم بلاشبہ انگریزوں کی قوم ہے چنانچہ برصغیر پاک و ہند میں جس مکر و فریب کے ساتھ انگریزوں نے اپنی حکومت قائم رکھی اس کی مثال گرگ باراں سے کم نہیں چونکہ ہندوستان میں انگریزوں کی سب سے بڑی دشمنی مسلمانوں سے تھی کیونکہ انگریز کے اقتدار کو پامال کرنے کی صلاحیت صرف مسلمان قوم میں نمایاں تھی اس لیے انگریز نے بھی مسلمانوں کو فناء کے گھاٹ اتارنا لازمی اور ضرور سمجھتے ہوئے مسلمانوں کے دینی اور مذہبی احساسات کو ختم کر دینا ضروری سمجھا اس مقصد کے حصول کے لیے روپیہ کو پانی کی طرح بہایا گیا عوام کے عقائد خراب کرنے کے لیے کلمہ طیبہ کے دونوں جزو لا الٰہ الا اللّٰہ۔ اور محمد رسول اللّٰہ کے خلاف ابھی مسلمانوں ہی سے ایجنٹ کھڑے کئے گئے۔ دنیا پرست اور شیدائے زر کیلئے بھی انگریزی تعلیم کو عام کیا گیا اور حصول اقتدار کیلئے انگریزی زبان کو لازمی قرار دیا گیا جس کا لازمی نتیجہ یہی نکلا کہ مسلمان اسلامی تعلیمات سے یوماً فیوماً دور ہوتا چلا گیا اور ان میں دینی احساسات بھی تدریجاً تدریجاً ختم ہوتے گئے مشائخ دیوبند نے اس ساری صورتحال کا جائزہ لیا اور فیصلہ کیا کہ دیوبند اور سہارنپور میں مدارس عربیہ اسلامیہ کی بنیادیں رکھی جائیں چنانچہ دار العلوم دیوبند کی بنیاد میں سب سے پہلی اینٹ میاں منے شاہؒ نے رکھی دوسری اینٹ حضرت سید حاجی محمد عابد صاحبؒ نے تیسری اینٹ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے اور چوتھی اینٹ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے یہ چار یار دین اسلام کے اعلیٰ درجہ کے پیشوا اور امام تھے جنہوں نے پوری قوم کی بھی لگام موڑ دی اور عرب کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیا چنانچہ عرب اس کو ”ازہر الہند دار العلوم دیوبند“ کے نام سے موسوم کرتے ہیں دار العلوم کا پہلا استاد اور پہلا مہتمم جس نے پورے نو سال اس کا اہتمام سنبھالا وہ حضرت حاجی سید محمد عابد صاحب نور اللہ مرقدہٗ ہیں آپؒ بھی حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکیؒ کے خلفاء عظام میں سے ہیں اتباع سنت کا آپ کے مزاج میں ایسا غلبہ تھا کہ ایک روز آپ کو بہت ہی رنجیدہ اور مغموم دیکھا گیا اور جب افسردگی کی یہ حالت کسی نوجوان عزیز کی مرگ ناگہانی کا شبہ ہوتا تھا اس کا سبب دریافت کیا گیا تو بہت ہی زیادہ اصرار کے بعد بتایا کہ ”اٹھائیس برس کے بعد آج پہلی دفعہ جماعت کی تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی ہے“ پھر خود آنسو بہاتے ہوئے پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون (علماء حق) حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک نظم آپ کی شان میں لکھی تھی جس کا ایک شعر یوں یاد ہے

ہم جمالی ہم جلالی شان او
کان علم و مخزن خلق نکو

دار العلوم کی بنیاد کے لیے سب سے اول چندہ کی اپیل بھی حضرت حاجی صاحب ممدوحؒ نے کی اور پہلے اپنی جیب سے ہی مبلغ پانچ روپیہ عطا فرمایا دار العلوم کی جو پہلی مجلس شوریٰ سات اصحاب پر مشتمل تھی اس میں بھی حاجی صاحبؒ کا نام موجود ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ حاجی محمد انور صاحبؒ بھی ایسے صاحب نسبت بزرگ تھے کہ آپؒ پر ہر وقت جنون کی سی کیفیت طاری رہتی تھی ایک مرتبہ آپ نے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ کو فرمایا ایک بات کہتا ہوں مگر میری زندگی میں ہرگز کسی کو نہ بتانا پھر فرمایا کہ حرم شریف میں میں نے حالت بیداری میں بعض انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی ہے سبحان اللہ جب یہ دار العلوم قائم ہو گیا تو علی گڑھ کے انگریز پرستوں نے کہا کہ اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ چند قل اعوذ یئے اور بڑھ جائیں گے، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب علیہ الرحمۃ نے دعا کی کہ اللہ تعہ اس کا عملی جواب تو ہی دے دے اور فرمایا کہ مجھ سے وعدہ کر لیا گیا ہے کہ دیوبند کے کسی بھی فارغ التحصیل کی دس روپیہ ماہوار سے کم آمدنی نہ ہو گی سو

باقی صفحہ ۳۰ پر

ملتان کے لیل ونہار

محمد یعقوب شیخ

اکتوبر میں انتخابات نہ ہوئے تو وزارتوں سے الگ ہو جائیں گے

میں وہابی نہیں سُنی اور سیدھا سادھا مسلمان ہوں — مُفتی محمُود

مفتی محمود مردِ آہن ہے

چوہدری عبداللطیف صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ملتان

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اس دفعہ بہت مختصر وقت کے لیے ملتان آئے بار روم میں خطاب کے سوا کسی اور پروگرام میں شریک نہ ہو سکے۔

بار کے سیکرٹری جناب آغا محمود علی نے خیر مقدم کرتے ہوئے ایک طویل سپاسنامہ پیش کیا جس میں مفتی صاحب کی سیاسی زندگی کا بڑی خوبصورتی سے جائزہ لیا گیا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں صمیم قلب سے آپ حضرات کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے آنے کی دعوت دی اور اس ملاقات کا مجھے موقع ملا۔ میں تقریباً ۲۸ سال سے قیام رکھتا ہوں اور ملتان میرا گھر ہے اور میں آپ کا خادم —

اسلامی سزائیں

اکثر اسلامی ممالک میں دیوانی قوانین کی حد تک قوانین اسلامی پر عمل ہوتا ہے یورپی ممالک اور امریکہ سے مرعوبیت کا اثر ہے کہ سوائے سعودی عرب کے فوجداری قوانین میں اسلامی سزائیں نافذ نہیں۔ اس طرح سب نے قرآن کے احکامات سے گریز کو اپنا رکھا ہے۔ کوڑوں کی سزا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ پرانی سزا ہے۔ فرسودہ اور ایک وحشی دَور کی یادگار ہے۔ بیسویں صدی کے آخر میں ترقی یافتہ اس مہذب دَور میں یہ سزائیں درست نہیں اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو یہ لوگ کرتے ہیں پاکستان چونکہ بنا ہی اس مقصد کے لیے تھا کہ اس ملک میں نظام اسلام کے مطابق مسلمان زندگی بسر کریں اس لیے ۱۲ ربیع الاوّل کو یہ مبارک اعلان ہو گیا جسے اسلامی قوانین کا آغاز قرار دیا جا سکتا ہے

شراب نجس یا حرام

اپنے دورِ وزارت میں سب سے پہلا حکم جو میں نے دیا وہ شراب پر پابندی کا حکم تھا۔ ۱۱ مئی کو مرکزی سطح کا اجلاس ہوا تو اس وقت وزیر اعظم نے کہا کہ آپ نے شراب کیوں بند کر دی۔ آپ نے نقصان کیا ہے صوبے کا اور قسم قسم کے شبہات اور نقصانات بیان کئے۔

میں نے کہا کہ شراب حرام ہے۔ اس لیے میں نے اس کی خرید و فروخت اور استعمال پر پابندی لگائی ہے۔ تو فرمایا کہ قرآن پاک میں کونسی آیت ہے جس کی رُو سے شراب حرام ہے تو میں نے وہی آیات پڑھیں جو قاری نور الحق نے ابھی تلاوت کی ہیں۔ تو بھٹو نے کہا اس میں حرام تو نہیں؟

یہ اتنا بھی نہیں جانتا تھا کہ ہر نجس چیز حرام ہوتی ہے جبکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ہر نجس چیز حرام ہے بہرحال ایک طویل بحث ہوئی وہ راضی نہ ہوا اور آخر تک عدم تعاون کی پالیسی جاری رکھی۔

ہاتھ کاٹنے کی سزا

پھر ایک نیا دَور شروع ہوا۔ ہم سب نظر بند ہوئے سہالہ کی بجائے مری میں جنرل صاحب آئے تبادلہ خیال ہوا فرمانے لگے کہ مفتی صاحب میں نے ایک ہاتھ ضرور کاٹنا ہے۔ میں نے بتایا کہ آپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی کا ہاتھ کاٹ دیں اور اسلام ہاتھ کاٹنے کو ضروری قرار نہیں دیتا۔ اسلام تو جرائم کو روکتا ہے۔ سدباب کرتا ہے جرائم کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ جب تک آپ اسلامی قوانین نافذ نہ کریں۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے پہلے اسلامی قوانین نافذ کرو۔

حکومت سے تعاون

حکومت سے ہمارے تعاون کے دو مقاصد تھے ایک اسلامی قوانین کا نفاذ دوسرے جلد انتخابات ظاہر ہے کہ یہ دونوں مقاصد حکومت سے تعاون کے بغیر مشکل تھے۔ ہم حکومت میں شامل ہوئے ایک مقصد حاصل ہو چکا ہے یا اس کا آغاز ہو چکا ہے دوسرا ابھی انشاء اللہ پورا ہوگا۔ ہم نے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر پانچ ماہ پانچ دن کے بعد کیا کہ ہم حکومت سے تعاون کریں!

اگر ہم حکومت سے تعاون نہ کرتے تو شاید حکومت تنہا اتنی بڑی ذمہ داری اس مختصر سے وقت میں پوری نہ کرتی۔ انتخابات کے شیڈول کا اعلان بھی اب جلدی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسلام اور جمہوریت

ہمارے بعض دوستوں کا خیال تھا کہ اسلامی نظام کا اعلان بھی منتخب حکومت کرے میں اس کا مخالف

ہوں اسلام کا ایک قانون آج اگر آجائے تو کل کا انتظار کیوں کریں۔ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ اسلام کس کے ہاتھ سے آئے۔ یکم محرم کو ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل سے آغاز ہوگا اللہ کا شکر ہے کہ ایک مقصد میں ہم کامیاب ہوگئے ہیں۔

میں نے ساری زندگی جمہوریت کیلئے جدوجہد کی ہے۔ انشاء اللہ ہم جمہوری حکومت بنائیں گے مجھے احساس ہے کہ ابھی بہت کچھ ہم نے کرنا ہے۔ ہم نے مشکل کام سے ابتداء کی ہے اور انتہائی قدم پہلے اٹھایا ہے۔ اس لیے کہ اس کی ضرورت تھی۔

سزا دینا یا سنگسار کرنا

اسلام کا مقصد سزا دینا یا سنگسار کرنا نہیں۔ مقصد جرائم کا سدباب ہے قرآن حکیم کا واضح حکم ہے کہ اللہ کے احکام نافذ کرنے میں نرمی کا سلوک نہ کیا جائے ضروری ہے کہ سزا پر عملدرآمد کے وقت مسلمانوں کی جماعت حاضر ہو تاکہ وہ دیکھے اور عبرت ہو اگر کوئی جھوٹی شہادت دے تو اسے ۸۰ کوڑے لگائے جائیں اور جب تک زندہ رہے بقدر توبہ کرے صوفی ہو جائے اس کی شہادت قبول نہ کی جائے۔

نکاح کے لیے دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ اس موقع پر گواہی آسان ہے اور ارتکاب جرم کی صورت میں گواہ کا ملنا ناممکن ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ایک مقدمہ بھی گواہوں کے ذریعہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور یہ گواہ بھی چار ہوں گے اور چشم دید۔ بہرحال رجم حد ہے تعذیر نہیں اس میں کمی یا نرمی نہیں ہو سکتی۔ یہ اللہ کا حکم ہے اس کی صورت بھی تبدیل نہیں کی جا سکتی۔

رجم کا واحد واقعہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک واقعہ زنا کا پیش آیا۔ نبی پاکؐ نے بہت ٹالا۔ مگر اس شخص کو بچانا چاہا مگر اس نے اعتراف جرم کیا اور اقرار پر ڈٹ گیا۔ سزا شروع ہوئی دو چار پتھر لگے تو بھاگ پڑا۔ صحابہ کی جماعت نے گھیرا اور مار دیا۔ جب نبی پاکؐ کو معلوم ہوا تو آپ نے صحابہ کے اس فعل سے اظہار ناراضی فرمایا اور کہا کہ ہو سکتا ہے اس نے رجوع کر لیا ہوتا اور اس کی جان محفوظ رہتی بعض لوگ رجم کی جگہ گولی مارنے اور بجلی کے کرنٹ سے مارنے کو ترجیح دیتے ہیں مگر یہ بھی اپنی جگہ درست نہیں تدریجی موت کا یہ فائدہ ہے کہ یا تو ملزم خود رجوع کرے یا کسی گواہ کو یہ احساس ہو جائے کہ میری غلط بیانی سے ایک قیمتی جان ضائع ہو رہی ہے۔ تو اسے بھی رجوع کا حق ہے اسلام نہ تو کسی بے گناہ کو سزا دلاتا ہے اور نہ کسی بے گناہ کا ہاتھ کاٹتا ہے۔

چوروں کے نمائندے

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قطع ید کے حکم نافذ ہونے کے بعد لوگ ٹنڈے ہو جائیں گے یہ چوروں کے نمائندے ہیں۔ ان کی بات قابل توجہ نہیں۔ نبی پاکؐ کے دور میں صرف ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ فاطمہ نامی ایک عورت کا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ ہوا۔ با اثر لوگ بہت گھبرائے اور حضورؐ کے ایک محبوب صحابی حضرت اسامہ بن زید کو سفارش کے لیے لے گئے حضرت زیدؓ کی بات سن کر آپ غصے میں آگئے اور وہ تاریخی جملہ فرمایا جو آپ اکثر علماء سے سنتے رہتے ہیں کہ اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جاتا۔

میں کئی دفعہ سعودی عرب گیا ہوں میں نے ایک ٹنڈا بھی وہاں نہیں دیکھا۔ ہاتھ کٹ جاتا تو ایکسیڈنٹ سے بھی کٹ جاتا ہے۔ مشینری میں بھی ایسا ہو جاتا ہے۔ سعودیہ میں لوگ دکانیں کھلی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ کوئی چوری نہیں ہوتی اگر ایک عورت ملک کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک زیورات سے لدی سفر کرے تو نہ اس کے مال کے ضیاع کا خوف ہے نہ جان کا۔ آپ دیکھیں جرائم سعودی عرب میں زیادہ ہوتے ہیں یا یورپ میں۔

سیدھا سادھا مسلمان

اسلامی نظام کی برکت سے سعودی عرب میں جرائم ساری دنیا سے کم ہیں۔ میں تو برکتوں کا بھی قائل ہوں لوگ مجھے وہابی کہتے ہیں میں وہابی نہیں سُنی ہوں۔ یہاں اب سنیوں کی بھی تقسیم شروع ہو گئی ہے۔ میں تو سیدھا سادھا مسلمان ہوں اور سُنی مسلمان۔

جو لوگ ہم پر فتوے لگاتے ہیں یہ ہمارے ساتھی رہے ہیں میں ان کا احترام کرتا ہوں ان کا جواب نہیں دیتا میں نے ہمیشہ ان سے اپیل کی ہے کہ ابھی اتحاد کی ضرورت ہے بلکہ جس قدر اتحاد کی ضرورت آج ہے پہلے کبھی نہ تھی اس لیے کہ نظام مصطفٰےؐ کی تکمیل کرنی ہے۔ وہ ہمارے بھائی ہیں میں بار بار ان سے کہتا ہوں ہم نے اس ملک کو مضبوط بنانا اور اسلامی نظام نافذ کرنا ہے اس اہم کام میں یہ ہماری مدد کریں۔

مذہبی منافرت نہ پھیلاؤ

میں ان حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ مذہبی منافرت نہ پھیلاؤ منافرت سے ہمارے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔ سیاسی فضا مکدر ہو گی اور جس قدر فضا خراب ہو گی الیکشن اور انتخابات دور ہوتے جائیں گے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ منافرت کم سے کم کی جائے۔

ہم نے حکومت سے تعاون بھی اسی غرض سے کیا کہ اس طرح جمہوریت کے نفاذ کو آسان بنایا جائے۔ اور اسلام کو اپنایا جائے قانون کی حیثیت سے اور معاشرت کی حیثیت سے ۱۲ ربیع الاوّل کے اعلان سے ایک مقصد کسی حد پورا ہو گیا ہے۔ جو لوگ ہم کو طعنہ دیتے ہیں کہ ہم چور دروازہ سے داخل ہوئے ہیں یہ بتائیں کہ اگر حکومت میں نہ جاتے تو یہ اعلان ہو جاتا؟

جب آپ فوجی حکومت کا مقابلہ کریں گے۔ مخالفت کریں گے تو ہماری مشکلات میں اضافہ ہو گا۔ اس لیے ہم تعاون جاری رکھیں گے۔ اگر حکومت نے انتخابی شیڈول کا اعلان نہ کیا اور اکتوبر میں انتخابات نہ کرائے تو وزارتوں سے الگ ہو جائیں گے۔

قوم کا سیاسی شعور

تحریک کے دوران عوام کا سیاسی شعور بیدار تھا تو اس وقت کوئی جماعت الگ ہو نہیں سکی۔ قوم رہنماؤں کو چلاتی ہے صراط مستقیم پر اب چونکہ

سیاسی عمل کی اجازت نہیں اس لیے عوام کا سیاسی شعور کچھ سو گیا ہے دھیما پڑ گیا ہے ہم نے کسی کو نکالا نہیں جو گیا خود گیا ہے مسلم لیگ نے ایک الگ مسئلہ پیدا کر دیا ہے ۔ میں ابھی تک مایوس نہیں ہوں ۔ ہو سکتا ہے اللہ ان کے دلوں کو پھیر دے ۔ انکو دوبارہ متحد کر دے ۔

میں چاہتا ہوں کہ سیاسی آزادیوں کو بحال کیا جائے ۔ لوگ آزادی سے بات کریں ۔ جلسے کریں اور اپنی بات عوام تک پہنچائیں ۔

بلدیاتی انتخابات

میں انتخابات ترتیب سے کرانا چاہتا ہوں پہلے قومی اسمبلی پھر صوبائی اور بلدیاتی !

قومی اسمبلی کے بعد لازماً بلدیات کے انتخابات ہوں گے ۔ ہر ایک پاکستانی بلدیاتی انتخابات کیلئے ووٹ ڈالے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ قومی اسمبلی کے انتخابات پہلے نہ کرائے جائیں ۔

انتقال اقتدار کا مسئلہ

ہم ہری پور جیل میں تھے کہ یہ تجویز ہمارے سامنے آئی کہ صوبائی انتخابات کرائے جائیں ہم نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اگر ہم نے صوبائی انتخابات کے تقدم کو قبول نہ کیا تو آپ بلدیات کے انتخابات کس طرح مان لیں ۔ اقتدار کے انتقال کا مسئلہ ہے اگر اس معاملہ میں حکومت مخلص ہے تو اسے قومی اسمبلی کے انتخابات کرانے ہوں گے تاکہ اقتدار منتخب نمائندوں کو منتقل ہو سکے ۔

ہم الیکشن کا سامنا کرنے کو تیار ہیں ۔ اتحاد اس وقت بھی سب سے بڑی سیاسی قوت ہے جن لوگوں نے قربانیاں دیں جو لوگ شہید ہوئے ان کا تعاون آج بھی ہمارے ساتھ ہے ۔

نو ستارے مستقل ہیں

ہمارے پرچم پر نو ستارے ہیں یہ اس صورت میں بھی قائم رہیں گے اگر جماعتیں زیادہ ہوں اور کم ہونے کی صورت میں بھی ستارے نو رہیں گے ۔ اتحاد آل پارٹیز اتحاد نہیں نہ چند جماعتوں کا اتحاد یہ تو ساری قوم کا اتحاد ہے جس مقصد کے لیے پاکستان بنا تھا ہم اسے مکمل کریں گے ۔

زود رنج زود پشیمان

ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر چوہدری عبداللطیف نے اختتامی تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ جو سوالات میرے پاس آئے ہیں میں خود ہی ان کا مفہوم پیش کرتا ہوں ۔ میری رائے یہ ہے کہ ہماری قوم بہت زود رنج اور زود پشیمان ہے ہر شخص کو یہ دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کی خدمت کر رہا ہے مگر نہ کوئی نسبت مقرر ہے اور نہ اسکیل ۔

ایک کام تو ہم نے کیا کہ دھرمپورہ کا نام مومن پورہ رکھ دیا ۔ پُل شوالہ کو شاہ والا اور کرشن نگر کو اسلام نگر بنا دیا ۔

پاکستان قومی اتحاد

خدا کا شکر ہے پاکستان قومی اتحاد کے تعاون سے جنرل محمد ضیاء الحق نے ٹھوس قدم اٹھایا ہے اور اسلامی حدود کا نفاذ ہو چکا ہے اسے اپنی منزل کی طرف پہلا قدم قرار دیا جا سکتا ہے ۔ اگرچہ سفر طویل ہے مگر اس پر بھی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے ۔ میں مفتی صاحب کی خدمات کو سراہتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔

افیونی اور چرسی

ہر شخص اپنی رائے رکھتا ہے ۔ سوالات اور نکتہ چینی کی کوئی مدفین حکومت نے نشہ آور اشیاء پہ پابندی لگائی ہے تو افیونی اور چرسی بہت نالاں ہیں عجیب عجیب کہانیاں اور باتیں سننے میں آ رہی ہیں ۔

ایک افیونی نشہ نہ ملنے سے بے جان بے ہوش ہو کر گر پڑا تو بولا واہ ضیاء الحق افیون بند کر دتی سی تے سڑکاں تے سدھیاں کر دیندا سی ۔

ہمارے ہاں کچہری میں دو روپے سے لے کر دو ہزار تک گواہی خریدی جا سکتی ہے ہر شخص کو سنگسار کرانے کے لیے گواہ خریدے جا سکتے ہیں ۔ اور بے گناہ کا ہاتھ کٹوانے کے لیے صرف دو گواہ بڑی آسانی سے دستیاب کئے جا سکتے ہیں ۔

معاشرے کی طرح ہمارے علماء کرام بھی انتشار اور منافرت کا باعث بن چکے ۔ مذہب کو بہت بری طرح تقسیم کیا گیا ہے ۔ کوئی سنی ہے تو کوئی شیعہ دیوبندی ، بریلوی ۔ اہلحدیث کی تفریق الگ ہے ۔ نماز جنازہ کے بعد دعا ہے یا نہیں رہی اس پہ اتفاق نہیں ۔ جب تک ایک مربوط قوم کا جذبہ نہیں ابھرتا اصلاح ناممکن ہے ۔

یہاں تک سیاست کا تعلق ہے ہمارے ہاں وکلاء کی اکثریت انتخابات پہ یقین رکھتی ہے اور یہ انتخابات بھی قومی اسمبلی کے پہلی ہوں ۔ مفتی صاحب نے اس بات کا ذکر فرمایا ہے مگر اس پہ اصرار کی ضرورت ہے ۔

مردِ آہن

جہاں تک مفتی صاحب کی ذات کا تعلق ہے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ سیاست کے مرد آہن ہیں ۔ اگر اکتوبر میں انتخابات نہیں ہوتے اور قومی اتحاد وزارتوں سے الگ ہو جاتا ہے یا بلدیاتی انتخابات پہلے کرانے کی صورت میں وزراء استعفیٰ دیتے ہیں تو ثابت ہو جائے گا کہ انہوں نے جو بات کہی تھی اس پہ ڈٹ گئے ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ اس پٹھان کی طرح جس نے اپنی تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کیا تھا اور مالک کے ڈانٹنے پہ کہنے لگا ورنہ اسی تنخواہ پہ کام کرتا رہوں گا کے مصداق قومی اتحاد وزارتوں میں شریک رہے ۔

حدود اور تعزیر

صاحبِ صدر نے جن خدشات کا اظہار کیا اس کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ وزارت ہمارے لیے کوئی مسئلہ نہیں میں اس سے آگے نکل چکا ہوں ، صوبہ سرحد کی وزارتِ اعلیٰ سے میں نے استعفیٰ دیا اور بہت اصرار کے باوجود واپس نہ لیا ۔ اگر الیکشن وقت پر نہ ہوئے یا ترتیب وار نہ ہوئے تو ہمارے وزراء الگ ہو جائیں گے ۔

اور جہاں تک حدود کا تعلق ہے ۔ ان میں شک کا فائدہ ضرور ملزم کو دیا گیا ہے مگر ایک

باقی صفحہ ۳۰ پر

سلسلہ وار ڈائری

راؤ منور احمد خان

ضلع ساہیوال میں جمعیۃ ایک مؤثر قوت کی حیثیت سے اُبھر رہی ہے

رُکنیت سازی مہم کے سلسلہ میں ہزاروں افراد جمعیۃ میں شامل ہو چکے ہیں

کارکردگی وجائزہ رپورٹ جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال

۱۹۶۲ء میں باقاعدہ ضلع ساہیوال میں جمعیۃ کا آغاز ہوا۔ نیو اٹھانے والے تھے مولانا ضیاء الدین مرحوم مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی پھر اہل حق کا یہ کارواں جدوجہد کی راہوں پر چل نکلا ضلع کے مختلف مقامات پر جمعیۃ کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت ضلعی قیادت و راہنمائی کا بوجھ جن کے کندھوں پر ہے ان میں صدر مولانا حبیب اللہ رشیدی۔ نائب امیر اوّل سید مقبول حسین شاہ ایڈووکیٹ دوم مولانا نور حسین شاہ ملکہ ہانس۔ جنرل سیکرٹری مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی جائنٹ سیکرٹری مولانا محمد حسین رشیدی۔ خازن ڈاکٹر ضیاء احمد خاں۔ سامدار۔ حاجی سردار احمد۔ ہر تحریک میں ضلعی راہنما علامت حق بن کر نمودار ہوئے اور مصائب و آلام سے ہو کر گزرے جب بھی ملک اور قوم پر کوئی مشکل وقت آیا یہ راہنما امداد کے لیے حاضر تھے۔

۱۹۷۱ء میں جہاد کمیٹی ۱۹۷۲ء میں سیلاب کمیٹی ۱۹۷۳ء تحریک بحالی جمہوریت ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں عوام کی قیادت کا شرف مولانا حبیب اللہ رشیدی اور مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی کو حاصل رہا۔ ہر تحریک کے آغاز ہی میں ان راہنماؤں کو پابند سلاسل کر دیا جاتا اور ان پر بے شمار مقدمے قائم کئے جاتے ان کی زبان بندی کی جاتی صرف سید امیر حسین گیلانی پر تحریک میں ۴۶ مقدمے قائم کئے گئے لیکن یہ راہنما حق کہنے سے باز نہ آئے۔

اوکاڑہ شہر

اوکاڑہ جمعیت کا ضلعی ہیڈ کوارٹر ہے اور شہر کے صدر ہیں۔ مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی نائب صدر حاجی سردار محمد۔ جنرل سیکرٹری مولانا غلام محمود انور۔ جائنٹ سیکرٹری محمد اسحاق۔ چوہدری مبارک علی۔ سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر ضیاء احمد خاں۔ خازن حافظ خوشی محمد سامدار لیاقت ملک۔

اوکاڑہ شہر میں ہر تحریک کی قیادت جمعیۃ ہی نے کی نظام مصطفیٰ کی تحریک جس دن عروج کو پہنچی وہ دن تھا جب شہر کے عظیم انسان اسلاف کی یادگار حضرت عبدالحنان نے اپنے آپ کو گرفتاری کیلئے پیش کیا اس دن لوگوں نے یقین کر لیا کہ اب پی پی کے دن ختم ہو چکے ہیں اور یہاں جمعیۃ کا ایک نوجوان کارکن نصیر احمد خاں خون میں نہا کر شہادت سے سرفراز ہوا۔ قومی اتحاد کے سٹیج سے گرفتار ہونے والوں میں اکثریت جمعیۃ کے کارکنوں کی تھی قومی اتحاد کے ضلعی صدر مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی نے اس قدر جانفشانی سے کام کیا کہ عوام کے دلوں کی آواز بن گئے اب شاہ صاحب عوام کے مسائل حل کرانے میں خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس وقت رکنیت سازی مہم جوش و خروش سے جاری ہے۔ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے بے شمار لوگ جمعیۃ میں شامل ہو رہے ہیں ان میں چند بااثر افراد کے نام دیئے جاتے ہیں۔

وکلاء میں

چوہدری منشا علی بھٹہ ایڈووکیٹ۔ محمد الیاس رضوانی ایڈووکیٹ۔ شہادت علی نوناری ایڈووکیٹ۔ شبیر محمد بھروانہ ایڈووکیٹ۔

تاجران میں

چوہدری عطا محمد۔ چوہدری محمد علی۔ چوہدری معراج دین چوہدری علی شیر۔ ڈاکٹر باقر علی۔

مزدور راہنماؤں میں

عبدالرحیم۔ محمد یٰسین۔ عبدالحفیظ۔ لال دین۔ محمد رفیع۔ علی سرور۔ ان تمام حضرات نے اپنے ہزاروں ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔

ان کے ساتھ ہی اوکاڑہ فلور ملز کی یونین اپنے تمام عہدیداروں سمیت اور اتحاد فورس کے پانچ سو نوجوان اپنے صدر لیاقت ملک سیکرٹری اختر حسین اور سالار محمد اسلام کی قیادت میں جمعیۃ میں شامل ہو چکے ہیں۔

یہاں رکنیت سازی مہم کے سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اور شہر کو آٹھ حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے مہم کی راہنمائی کرنے والے ہیں۔ مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی مولانا غلام محمود انور ڈاکٹر ضیاء احمد خاں مولانا عبدالصمد حاجی خدا بخش مرزا محمد یعقوب۔

تحصیل اوکاڑہ

تحصیل اوکاڑہ کے دیہاتی اور قصباتی حلقوں میں رکنیت سازی مہم اسی جذبہ و شوق سے جاری ہے۔ تحصیل کی سطح پر راہنمائی کیلئے مندرجہ ذیل عہدیدار ہیں۔ صدر مولانا خلیل احمد رشیدی۔ نائب صدر مولانا عبدالکریم جنرل سیکرٹری مولانا محمد قاسم جائنٹ سیکرٹری مولانا محمد اسمٰعیل

سیکرٹری اطلاعات چوہدری مبارک علی - خازن چوہدری محمد اکرم ہر تحریک میں ان دوستوں نے کام کیا اس وقت رکنیت سازی مہم مولانا خلیل احمد رشیدی کی قیادت میں جاری ہے بے شمار ساتھی تحریک سفر ہو رہے ہیں چند قابل ذکر ہیں - راجہ محمد سرور - آغا اختر علی - رانا امین یمین ڈاکٹر اللہ دتہ (جندراکہ) ان حضرات نے بہت سے ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے -

اوکاڑہ اور دیگر شہروں میں جمعیۃ علماء اسلام کے نوجوانوں کا کردار قابل تعریف رہا ہے - جن نوجوانوں نے جانفشانی سے کام کیا ان میں سے بشیر احمد مستانہ، محسن جاوید راہی - محمد سرور - افتخار احمد - ہارون الرشید رشیدی - حافظ محمد صدیق - حافظ محمد یٰسین - طارق مسعود محمد صفدر چوہدری ان راہنماؤں نے تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا -

دیپالپور

تحصیل دیپالپور جماعت کا نام تو یہاں ایک عرصہ سے سنا جا رہا تھا اور کچھ سالوں سے جماعت کا قیام بھی عمل میں آگیا تھا مگر جماعت کو زندہ و فعال بنانے کا سہرا جس کے سر بندھا وہ ہیں حضرت مولانا محمود شاہ بخاری مرحوم کے فرزند ارجمند سید محمد انور شاہ بخاری - اور آپ کے رفقاء کار مولانا محمد اسمٰعیل - قاری محمد ذکریا قاری منیر احمد قاری عبدالرحمٰن ان ساتھیوں نے ۱۹۶۷ء میں جماعت کی تنظیم نو کی اس وقت تحصیل کے عہدیدار صدر مولانا محمد انور شاہ بخاری - نائب صدر اول قاری محمد اسماعیل - دوم مولانا نور محمد - جنرل سیکرٹری قاری نور محمد انور - جائنٹ سیکرٹری قاری محمد ذکریا - خزانچی راؤ شبیر احمد - دیپالپور شہر تحصیل میں سب سے پہلے دیپالپور شہر میں فعال حیثیت اختیار کی کام کے لیے جن ساتھیوں کو ذمہ داریاں دی گئیں وہ یہ ہیں - صدر مولانا سید محمد انور شاہ بخاری - نائب صدر رانا محمد افضل خاں ایڈووکیٹ دوم ڈاکٹر محمد حسین - جنرل سیکرٹری چوہدری افتخار احمد - جائنٹ سیکرٹری اقبال احمد جوئیہ سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد شعبان خزانچی قاری عبدالرحمٰن - دیپالپور شہر میں جو شخص اہل حق کی علامت تھا اس کا نام مولانا سید محمود شاہ بخاری مرحوم تھا - جس نے ہر تحریک میں اہل حق کی نمائندگی کی اور باطل کا طلسم پاش پاش کیا ہر تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا مرحوم اپنے حسنات کا مجموعہ لے کر اپنے رب کے حضور جا پہنچا تو دستار خلافت کے ساتھ ساتھ جماعتی ذمہ داری کا بوجھ جس کے سر بندھا گیا وہ ہیں صاحبزادہ سید محمد اللہ شاہ بخاری ۱۹۷۷ء مارچ اور اکتوبر کے انتخابات میں جمعیۃ کے مقامی راہنما قاضی غلام الحق صوبائی اسمبلی میں قومی اتحاد کے امیدوار تھے آپ نے الیکشن میں پی پی کے مشہور لیڈر راؤ محمد افضل خاں کا مقابلہ پوری جرأت اور دلیری سے کیا جبکہ راؤ افضل سالہا سال سے اس سیٹ کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوئے تھے لہٰذا ان کو راہ حق سے ہٹانے کیلئے مجسٹریٹ بنانے اور دو لاکھ روپیہ سے نوازنے کا لالچ دیا گیا جس کو قاضی صاحب نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا قاضی صاحب ایک پڑھے لکھے نوجوان ہیں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں - آپ نے تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا - ہر تحریک میں جمعیۃ کے راہنما مولانا سید محمد انور شاہ بخاری اور ان کے رفقاء کار کا کردار قابل تعریف رہا ان میں چوہدری افتخار احمد رانا عبدالرحمٰن رانا عزیز احمد - راؤ اخلاق الرحمٰن رائے پوری - صوفی ظہور احمد - حافظ محمد شعبان - اس وقت رکنیت سازی مہم کافی زور سے جاری ہے یہ ساتھی اپنے رفقاء کی معیت میں جمعیۃ میں شامل ہو چکے ہیں - بار کونسل کے جنرل سیکرٹری شیخ محمد اکرم پراچہ ایڈووکیٹ - رانا محمد افضل - رانا محمد اشرف میاں رب نواز - رانا خلیل احمد ان کے علاوہ شہر کے بہت سے ساتھی جمعیۃ میں شامل ہوئے ہیں -

پاکپتن شریف

یہاں بھی جماعت کا نام تو بہت پہلے سے سنا جا رہا تھا لیکن جماعت کے پروگرام کو آگے بڑھانے کا سہرا جس کے سر ہے وہ ہیں سردار محمد مجاہد اور اس وقت جمعیۃ کے مقامی صدر ہیں چوہدری خادم حسین نائب صدر مولانا محمد حنیف جنرل سیکرٹری سردار محمد مجاہد جائنٹ سیکرٹری حافظ نذیر احمد شاکر سیکرٹری اطلاعات امام علی بھٹہ خازن شیخ رشید الدین - مقامی راہنماؤں نے ہر تحریک میں اہم کردار ادا کیا خصوصاً تحریک نظام مصطفیٰ میں جمعیۃ کے راہنماؤں اور کارکنوں نے مثالی کردار ادا کیا اور جس شخص کا کردار پورے پاکپتن میں بہت اہمیت کا حامل ہے وہ ہیں جمعیۃ کے مقامی جنرل سیکرٹری سردار محمد مجاہد - آپ کو گرفتار کر کے تیرہ دن کا جسمانی ریمانڈ لے لیا گیا اور بم کیس میں ملوث کر کے مختلف تھانوں میں بند کر کے آپ پر بے پناہ تشدد کیا گیا جس کے نشانات اب تک آپ کے جسم پر موجود ہیں ان کے ساتھ ہی جن کا کردار قابل تعریف ہے ان میں حافظ کریم بخش - شیخ محمد حنیف - مختار احمد مجاہد مولانا محمد حنیف -

اس وقت رکنیت سازی کی مہم جاری ہے اس دوران سینکڑوں کی تعداد میں نئے لوگ جمعیۃ میں شامل ہو چکے ہیں - مہم میں پیش پیش ہیں سردار محمد مجاہد - چوہدری مقبول حسین لودھی - صوفی رونق علی ۷۹-ایل پی حافظ عبدالقادر ۳۰-ایس پی شیخ محمد یونس - حال ہی میں جن حضرات نے شمولیت کا اعلان کیا ہے ان میں چوہدری محمد حسین صدر اصلاح معاشرہ چوہدری مقبول احمد لودھی ظفر علی زرگر جامعہ حنیفیہ فریدیہ یہاں ضلالت وگمراہی کے اندھیاروں میں حق کی شمع روشن کر رہا ہے اور اس کے مہتمم مولانا محمد حنیف پوری دلچسپی اور سرگرمی کے ساتھ مسلک کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں -

چیچہ وطنی

یہاں جمعیۃ کے مقامی صدر ہیں حاجی محمد حسین باجوہ نائب صدر حافظ عبدالغنی جنرل سیکرٹری - صوفی نصیر احمد جمیہ سیکرٹری اطلاعات رانا اعجاز احمد (عرف پراچہ) خازن حافظ عبدالرشید آفس سیکرٹری سید انور علی زبیری اور جمعیۃ کے مقامی راہنماؤں میں چوہدری منیر ازہر ایڈووکیٹ شیخ مختار احمد شیخ محمد اجمل - شیخ حسن - غلام محمد - چوہدری نبی احمد - صاحبزادہ پیر جی مرحوم - قاری عبدالجلیل - عبدالوحید - عبدالحفیظ مولانا محمد رفیق مولانا محمد احمد - مولانا محمد ارشاد - حاجی دین محمد اور اہم کارکنوں میں حافظ بلال احمد محمد خالد - محمد نعیم - جمعیۃ کے مقامی راہنما چوہدری منیر ازہر ایڈووکیٹ - صوبائی انتخابات میں قومی اتحاد کے امیدوار تھے آپ نے الیکشن اور تحریک میں بڑی جرأت ہمت اور استقامت کا مظاہرہ کیا اور ان کے ساتھ ہی جمعیۃ کے راہنماؤں اور کارکنوں نے بے مثال قربانیاں پیش کر کے تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا یہاں گرفتار ہونے والوں میں سب سے زیادہ تعداد جمعیۃ کے

کارکنوں کی بھی تحریک میں نمایاں کام کرنے والوں میں چوہدری منیر ازہر ایڈووکیٹ ۔ رانا اعجاز احمد صوفی نصیر احمد مولانا عبدالاحد ۔ مولانا محمد احمد ۔ محمد صفدر چوہدری حافظ بلال احمد شیخ اجمل ۔ شیخ محمد جمیل ۔ اس وقت رکنیت سازی مہم جاری ہے بڑی تعداد میں علاقہ کے باثر آدمی جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان اپنے ساتھیوں سمیت کر چکے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں ۔ چوہدری بشیر احمد ۔ سابق چیئرمین ۱۶۵/۱۲ ایل محمد سرور ایڈووکیٹ چوہدری سلطان محمد سابق ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ۔ آڑھتیاں غلہ منڈی ۔ چوہدری سردار محمد ۔ حاجی مختار محمد صوفی محمد بشیر ۔ صوفی عبدالرشید ان تمام حضرات نے اپنے ہزاروں ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے ۔ رکنیت سازی مہم میں پیش پیش ہیں چوہدری منیر ازہر ایڈووکیٹ ۔ صوفی نصیر احمد چیمہ ۔ رانا اعجاز احمد مولانا محمد احمد غلام محمد حاجی دین محمد ۔ شیخ حسن دین ۴۵/۱۲ ایل مولانا محمد ابراہیم اکانولا بنگلہ ۔ مولانا عبدالوحید ڈاکٹر عزیز الرحمٰن ۔ علاقہ کسووال کے زمیندار صوفی محمد حیات ملک عبدالرحمٰن رانا ارشد ۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان کے مشہور روحانی بزرگ حضرت پیرجی مولانا عبداللطیف مرحوم کا تعلق اسی شہر سے تھا آپ نے سلوک اور تصوف کے ذریعہ اکابر کے مشن کو عوام میں روشناس کرایا اس وقت آپ کے بڑے بھائی حضرت پیرجی مولانا عبدالعزیز رائے پوری اسی سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں آپکو اکابر جمعیۃ سے گہرا تعلق ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس بات کو لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۷۰ کے انتخابات میں میر ریاض الدین جو کہ علاقہ کے معروف زمیندار ہیں نے جمعیۃ کے ٹکٹ پر انتخاب میں حصہ لیکر جماعت کو علاقہ میں متعارف کرایا اور آپ اس وقت بستر علالت پر جمعیۃ کا کام کرنے والوں کو دعا سے نوازتے رہتے ہیں اسوقت ان کے صاحبزادے میر رضاء الدین ایڈووکیٹ جمعیۃ میں کافی سرگرمی کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں ۔

بصیر پور

آج سے سات سال قبل چند ساتھیوں نے محدود وسائل کے ساتھ جماعتی تنظیم کی بنیاد اٹھائی ان دنوں ساتھی مسلکی اعتبار سے ایک چھوٹی سی مسجد تک محدود تھے بالآخر ساتھیوں کی دعائیں قبول ہوئیں اور مسلکی و جماعتی کام کے لیے راہ ہموار ہوئی شرک و بدعت کے اندھیاروں میں توحید کی مشعل فروزاں کرنے کے لیے یہ ساتھی میدان عمل میں آئے چند احباب نے ایک قطعہ زمین عطا کیا جن کے نام یہ ہیں حاجی محمد موسیٰ حاجی محمد شریف حافظ محمد حنیف حاجی احمد الدین ۔ میاں نذر محمد ۔ اب یہاں ایک عظیم مسجد اور مدرسہ کا اجراء ہو چکا ہے مسجد کے خطیب مولانا محمد اسماعیل ایک محنتی ۔ قابل مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ اکابر کے مشن سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں اور یہی ہیں جمعیۃ کے مقامی سرپرست ۔ مقامی صدر ہیں حافظ محمد حنیف نائب صدر خان عبدالعلیم خاں دوم حافظ بشیر احمد سلیمی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عبدالعزیز جائنٹ سیکرٹری ۔ محمد طفیل سیکرٹری اطلاعات مولوی بشیر احمد صدیقی ۔ خازن امانت علی ۔ سالار نور نبی ۔ اس وقت رکنیت سازی مہم جاری ہے اس مہم میں کئی نئے ساتھی شامل ہوئے ہیں ان میں چند یہ ہیں میاں خوشی محمد ۔ چوہدری مقبول احمد ضیاء اللہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے ۔

ساہیوال

یہاں جمعیت کے مقامی صدر ہیں مولانا سید محمد ذکریا جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عبدالستار جائنٹ سیکرٹری شوکت زیدی سیکرٹری اطلاعات چوہدری عاشق حسین زیدی مقامی راہنماؤں میں علامہ غلام رسول جامعہ رشیدیہ نوجوان راہنما عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ حکیم مقبول احمد ہر تحریک میں جمعیۃ کے راہنماؤں اور کارکنوں کا کردار قابل تعریف رہا خصوصاً تحریک نظام مصطفیٰ میں مولانا حبیب اللہ سندھی ملک کے جانے پہچانے نوجوان عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ کا کردار مثالی رہا ان کے ساتھ ہی حافظ بلال احمد نے تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا ۔

اس وقت رکنیت سازی مہم سازی کی رفتار بہت سست ہے اور رکنیت سازی مہم میں ذمہ دار حضرات کوئی خاص توجہ نہیں دے رہے

عارفوالہ

جمعیۃ کے مقامی راہنماؤں میں مولانا محمد حسین رشیدی قاضی خالد محمود ایڈووکیٹ محمد اعظم شیخ محمد صدیق شیخ اشتیاق احمد ۔ محمد حنیف خاں نسیم بھٹی حافظ عبدالقیوم ندوی اور دیگر حضرات شامل ہیں ہر تحریک میں جمعیت کے راہنماؤں اور کارکنوں نے بھرپور کردار ادا کیا ۔ یہاں بھی کارکنوں کی تعداد تحریک میں گرفتاری پیش کرنے والی دوسری جماعتوں سے زیادہ تھی ۔

اس وقت رکنیت سازی مہم جاری ہے ۔ کافی تعداد میں نئے لوگ جمعیۃ میں شامل ہو رہے ہیں یہاں بھی ابھی تک دیہات میں رکنیت سازی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی اہم کارکنوں میں شیخ محمد اشرف قاری صبغۃ اللہ چوہدری عبدالرشید کا نام شامل ہے ۔

حجرہ شاہ مقیم

مسلکی اعتبار سے جب ہر سو سناٹا تھا ۔ مبتدعین کی سرگرمیاں پورے عروج پر تھیں بدعات کا ایک طلسم تھا کہ اچانک چند اہل حق اٹھے اور یہ طلسم ٹوٹنے لگا اور حجرہ شاہ مقیم جیسے اہل بدعت اپنی ذاتی جاگیر سمجھتے تھے میں بھی توحید کی شمع فروزاں ہونے لگی اب یہاں ایک مسجد اور مدرسہ امدادیہ کا اجراء ہو چکا ہے مسلکی کام کے ساتھ ساتھ چند ساتھیوں نے اکابر سے وابستگی کی بناء پر جمعیۃ کی بنیاد ڈالی ہے ۔ اس وقت مقامی صدر ہیں مولانا نور محمد انور ۔ نائب صدر چوہدری شیر محمد ۔ دوم مولانا منظور احمد جنرل سیکرٹری محمد ابراہیم شاکر ۔ جائنٹ سیکرٹری مستری محمد حسین ۔ خزانچی محمد شریف زرگر ۔ رکنیت سازی مہم جاری ہے کئی ساتھی شامل ہو رہے ہیں ۔

حویلی لکھا

یہاں جمعیۃ کے مقامی سرپرست ہیں چوہدری عطاء الٰہی ۔ صدر مولانا نور محمد جنرل سیکرٹری حکیم سعید احمد جائنٹ سیکرٹری ڈاکٹر فیض احمد ۔ خزانچی شعبان احمد ۔ ان راہنماؤں نے تحریک میں کافی کام کیا ہے اس وقت رکنیت سازی مہم جاری ہے ۔ کافی تعداد میں نئے لوگ جمعیت میں شامل ہوئے ہیں ۔ ابھی حال ہی میں عبدالرشید بی اے چک بھٹی ۔ عبدالحق وٹو (ٹھیکے) عبدالعزیز (قلعہ دلو اسنگھ) عبدالرزاق ۳۰ ۔ ایس پی انہوں نے اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت جمعیت میں شمولیت کا اعلان کیا ہے ۔ باقی صفحہ ۳۰ پر

اسلامی نظام کا سہرا تیسری دنیا کے سر بندھتا ہے

(میاں نورانی)

اسلامی قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں ابتدائی پیش رفت واضح طور پر ہو چکی ہے اور پاکستان کی تاریخ ۲۲ سال کے بعد ان نقوش کو اجاگر کرنے کی سعی میں مصروف تھے اس کے قیام کا سبب ہے۔

اسلامی قوانین کے نفاذ میں جہاں موجودہ دور کی عبوری حکومت قابلِ صد تحسین و تبریک ہے وہاں سوال کابینہ کے دو افراد جو عوامی حمایت رکھتے تھے وہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں یہ لوگ مبارک باد کے مستحق ہیں اور مبارکباد قبول کر رہے ہیں ایک وہ لوگ "جو تیسری دنیا سے" متعلق ہیں یعنی نہ اسلامی نظام کیلئے مارشل لاء حکومت سے تعاون کرتے ہیں۔

اور نہ ہی کوڑوں کے خوف سے پیپلز پارٹی کی طرح کھل کر مخالفت کرتے ہیں اور وہ ہیں ملک کی مایہ ناز شخصیت جناب شاہ احمد نورانی کی، جو کہ خاکی ہونے کے باوجود نورانی ہونے کے مدعی ہیں۔

جناب ہم نے ایک دوست سے ذکر کیا کہ مولانا صاحب کے موصوف ہونورانی کا مطلب ہمیں تو سمجھ نہیں آیا۔ تو وہ کہنے لگا دیکھئے منہ سنبھال کر بات کیجئے۔ میں تو مولانا کے نورانی ہونے کا چشم دید گواہ ہوں۔ ہم نے باادب عرض کیا یہ تو بالکل ایسی ہی بات جیسے ایک آدمی کے سید ہونے کے بارے میں شبہ کیا گیا تو اس کے رفقاء کار بولے ان کے سید ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے چشم دید گواہ موجود ہیں۔

ہم نے سلسلۂ کلام جاری کرتے ہوئے مزید کہا کہ مولانا نورانی ہیں تو نور والے۔ مگر اسلامی نظام جس نور کو نہ بھائے وہ نور کیا؟ دراصل قصہ وہی ہے کہ آنکھوں سے۔ گل اور نام چراغ بی بی بلکہ نور بی بی۔ تو یہ تیسری درمیانی شخصیت اور ان کے پرستگان اس وقت جس کیفیت کا شکار ہیں وہ سب پر عیاں ہے ــــ لیکن جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔

جناب احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا سہرا میرے سر بندھتا ہے۔ چونکہ میں حکومت سے باہر رہ کر دباؤ ڈالتا رہا۔

مولانا احمد شاہ صاحب کا بیان پڑھ کر ہمیں اس مرنے والے آدمی کا قصہ یاد آگیا جو اپنے بچوں سے کہہ رہا تھا کہ میں نے فلاں سے اتنا روپیہ لینا ہے۔ اس کا ایک لڑکا بولتا کہ لے لوں گا۔ اور فلاں سے اتنا لینا ہے کہ لے لوں گا۔ اور فلاں سے یہ سامان لینا ہے کہ لے لوں گا۔ اور آخر میں جب والد صاحب نے کہا کہ فلاں کے اتنے دینے ہیں تو بولا کہ کیا سارے کام میں ہی کروں اب اور بھی تو کوئی بولے، یعنی میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا تھو تھو ــــ

تو جب موجودہ حکومت سے تعاون کرنے کیلئے کہا جاتا ہے تو اس کیلئے آمادہ نہیں ہوتے۔ البتہ حکومت جو نیک کام کرے اس کا سہرا جناب نورانی صاحب کے ہی سر بندھ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ مولانا نورانی فرماتے ہیں موجودہ حکومت نے بھٹو حکومت سے بھی بدتر حالات کر دیئے ہیں اور اس کی تمام تر ذمہ داری اتحادی وزراء پر عائد ہوتی ہے۔ تو مسائل کی وجہ سے جو حالات ناگفتہ بہ ہوئے اس کی ذمہ داری ان پر اور جو حالات رو بہ اصلاح ہوں تو اس کا سہرا حضرت والا کے سر پر۔

ہمارے خیال میں یہ تقسیم درست نہیں۔ مولانا صاحب اگر حکومت سے باہر رہ کر محض دباؤ ڈالنے سے (ویسے آپ کی شہ زوری کا جو چرچا چہار دانگ عالم میں ہے اس سے بھی کون بے خبر ہوگا) جو اسلامی نظام کی ابتدائی پیش رفت ہوئی۔ اس کا سہرا ابھی آپ کے سر ہے۔ اور ساتھ ہی آپ کے حکومت میں شامل نہ ہونے سے جو مسائل میں اضافہ ہوا۔ اور بقول آپ کے مسٹر بھٹو کی حکومت سے بھی زیادہ "حال پتلا" ہے تو اس کی ذمہ داری بھی جناب پر ہی عائد ہوتی ہے۔

اور یہ آپ کا طریق واردات کوئی نیا نہیں۔ انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں انگریزوں سے دل کھول اور جی بھر کر تعاون کیا اور آزادی کا سہرا آپ کے سر پہ ظاہر بات ہے کہ آپ کوشش نہ کرتے تو ہندوستان کہاں آزاد ہوتا۔ پھر قائداعظمؒ کو کافر اور مسلم لیگ کو مظلم لیگ نہ بناتے تو پاکستان کہاں آزاد ہوتا۔ اس لیے یہ بھی سہرا آپ کے سر ہے اور تحریک ختم نبوت (۱۹۷۴ء میں) کے دوران اگر آپ طویل دورہ پہ غیر ممالک میں چندہ اکٹھا کرنے نہ جاتے تو مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیئے جاتے چونکہ آپ بیرون ملک گئے لہٰذا وہ غیر مسلم اقلیت قرار پائے اور سہرا آپ کے سر، اور اب موجودہ دور حکومت میں صبح و شام آپ کی تند ہی گفتار سے خود اپنے تک محفوظ نہیں لیکن اسلامی نظام کیلئے کچھ عملی کارروائی ظہور پذیر ہوئی تو بھی بقول آپ کے سہرا آپ ہی کے سر ــــ تو مولانا پھر سہرا نہ ہوا تیلی کا کولھو ہوا جو آپ کے سر پہ محض اس لیے رکھ دیا جاتا ہے کہ اعزاز و اکرام تو ہوگا لیا؟ سالا بوجھ سے تو مرے گا ــــ غالباً آپ نے غلط فہمی میں سب کچھ کہہ دیا ہے یہ مزار پہ بیٹھے ہوئے کسی مجاور یا سجادہ نشین کی طرف سے کوئی پگڑ نہیں کہ آپ ہی کے سر پہ فٹ آتا ہے۔ یہ تو راہ حق کے آبلہ پا مسافر کے ہی سر بندھتا ہے۔ جو اس کے لیے سعی بے پایاں کرتا رہا۔ اور اللہ کو خوب معلوم تھا کہ کس کا ظرف

باقی صفحہ ۳۲ پر

دیوبند میں دو روز

پروفیسر محمد اسلم شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور

مؤرخہ ۲۹ جولائی ۱۹۷۸ء کو میں صبح سات بجے شملہ سے بذریعہ بس انبالہ روانہ ہوا۔ پہاڑی علاقے میں سفر کی وجہ سے میری طبیعت خراب ہوگئی اور سولن پہنچ کر مجھے قے آنے لگی۔ میں آنکھیں بند کر کے بس میں بیٹھا رہا اور خدا خدا کر کے کالکا پہنچا وہاں تھوڑی دیر کے لیے بس رکی۔ پہاڑی سفر ختم ہو چکا تھا اس لیے جلد ہی طبیعت سنبھل گئی۔ ہماری بس مغل گارڈن پنجور کے مین گیٹ کے سامنے سے گزرتی ہوئی تقریباً ایک گھنٹے میں چنڈی گڑھ پہنچ گئی۔ یہ شہر پنجاب اور ہریانہ دونوں ریاستوں کا مشترکہ دارالحکومت ہے یہاں حال ہی میں ایک بڑی عالیشان مسجد تعمیر ہوئی ہے جسے دیکھنے کے لیے دُور دُور سے لوگ آتے ہیں۔

چنڈی گڑھ میں نصف گھنٹہ قیام کے بعد بس روانہ ہوئی اور انبالہ جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی تقریباً گھنٹے سوا گھنٹے میں بس انبالہ پہنچ گئی۔ دوپہر کا کھانا ایک ویجیٹیرین ہوٹل میں تناول کیا۔ ہندوستان روانہ ہونے سے قبل میں نے سائیں توکل شاہ صاحب نقشبندی انبالوی پر نور احمد کی تصنیف "تذکرہ توکلیہ" اور خواجہ محبوب عالم شاہؒ کی تالیف "ذکرِ خیر" معروف بہ "صحیفۂ محبوب" کا بڑے اشتیاق کے ساتھ مطالعہ کیا تھا۔ میرے دل میں ان کا مزار دیکھنے کی بڑی آرزو تھی اس لیے میں نے ایک رکشے والے سے غلّہ منڈی چلنے کو کہا سائیں صاحب کا مزار غلّہ منڈی انبالہ شہر میں ہے لیکن رکشا والا مجھے غلہ منڈی انبالہ چھاؤنی لے گیا جب مجھے اس صورتحال کا علم ہوا تو میں نے اسے واپس بس اسٹینڈ چلنے کو کہا۔ غلہ منڈی تک جانے اور واپس آنے میں بڑا وقت ضائع ہوا تھا اور میرے پاس مزید وقت نہ تھا، اس لیے بڑے افسوس کے ساتھ سائیں صاحب کے مزار پہ جانے کا پروگرام منسوخ کرنا پڑا۔

ظہر کی نماز بس اسٹینڈ پر ادا کی اور ۳ بجے سہ پہر مجھے سہارنپور جانے والی بس مل گئی تقریباً دو گھنٹے میں یہ مسافت طے ہوئی۔ سہارنپور سے دیوبند جانے والی بس میں سوار ہوا اور تقریباً سوا گھنٹے میں دیوبند پہنچ گیا۔ بس سے اتر کر میں ایک رکشا میں سوار ہوا اور ڈرائیور سے دارالعلوم چلنے کو کہا۔ مہمان خانے کے دروازے پر میں نے رکشا رکوایا اور سامان اٹھا کر مہمان خانے میں داخل ہوا۔

حُسنِ اتفاق سے ان دنوں مجلس شوریٰ کا اجلاس ہو رہا تھا اور شوریٰ کے ارکان جلسے کی کارروائی ختم کر کے مہمان خانہ کے صحن میں چائے نوش کر رہے تھے۔ میں نے صحن میں قدم رکھا تو اس وقت میرے خُسر محترم مولانا سعید احمد اکبر آبادی ایک صاحب سے میرا ہی ذکر فرما رہے تھے۔ میں نے اپنا نام سنتے ہی کہا "حضرت! میں آگیا ہوں" میں نے اپنا سامان وہیں رکھا اور مولانا سے لپٹ گیا۔ مجھے ہندوستان میں آئے ہوئے بیس روز ہو گئے تھے لیکن ان سے ابھی تک ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ ان کے اہل و عیال ان دنوں علی گڑھ میں مقیم ہیں اور موصوف خود جنوبی ہند میں کالی کٹ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی سے بحیثیت پروفیسر منتقل ہیں۔ مولانا اکبر آبادی کافی عرصے سے "سیرت عثمان غنیؓ" پر کام کر رہے ہیں ان کا کام اب قریب الاختتام ہے۔ میرا خیال ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ خود سنیوں نے بھی انصاف نہیں کیا۔ انشاء اللہ ان کی یہ تصنیف ہماری بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دے گی۔

اتنے میں مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی مدظلہ تعالیٰ چائے کی پیالی میز پر رکھ کر آگے بڑھے اور مجھے گلے لگا لیا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی بھی چائے نوش فرما رہے تھے ان سے بھی ایک عرصے بعد ملاقات ہوئی۔

اسی اثناء میں مغرب کی اذان سنائی دی حاضرین نماز ادا کرنے مسجد میں جانے لگے۔ میں نے ان سے کپڑے تبدیل کرنے کے لیے چند منٹ کی مہلت مانگی۔ مہمان خانہ کے نگران مولوی نسیم صاحب نے میرا سامان اٹھا کر مولانا اکبر آبادی کے کمرہ میں رکھ دیا اور میں قمیض شلوار لے کر نہانے چلا گیا۔ دن بھر کے طویل سفر کے بعد نہایا تو گویا جسم میں نئی جان پڑ گئی میں جس وقت مسجد میں داخل ہوا اس وقت نمازی مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ میں نے نو سال بعد اس بابرکت مسجد میں نماز ادا کرنے کی دوبارہ سعادت حاصل کی تھی۔ جب میں سجدہ ریز ہوا تو میرے دل میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ یہ وہ مسجد ہے جس کے فرش پر قاسم العلوم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مولانا ذوالفقار علیؒ مولانا فضل الرحمٰن عثمانیؒ مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ، مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مولانا اشرف علی تھانویؒ مولانا اصغر حسینؒ دیوبندی، شیخ الہند مولانا محمود حسن اسیر مالٹاؒ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ

شیخ الادب مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ مولانا ابراہیم بلیاویؒ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ مولانا بدر عالم میرٹھیؒ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اور حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ جن کے زہد و ورع نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی تھی، اپنی پیشانیاں اپنے خالق کے حضور میں جھکائی تھیں میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مجھے اس مقام پر سجدہ کرنے کی سعادت حاصل رہی ہے جہاں برصغیر کے نامور علماء اور اولیاء نے اپنے سجدوں کے نشان چھوڑے ہیں

میں نماز ختم کر کے مسجد سے نکلا اور سیدھا مولانا اکبر آبادی کے کمرہ میں پہنچا۔ مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی بھی اسی کمرے میں مقیم تھے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ مولوی شمیم صاحب چائے لے آئے۔ نہانے کے بعد بھی جسم میں تھوڑی بہت تھکاوٹ باقی رہ گئی تھی وہ چائے پینے سے جاتی رہی۔

چائے نوشی کے دوران ہی مجھے علم ہوا کہ برابر والے کمرہ میں امیر شریعت بہار مولانا منت اللہ رحمانی قیام پذیر ہیں۔ ہم چائے ختم کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے کمرہ میں ہماری اساتذہ اور طلباء کا ہجوم تھا۔ اتفاق سے دارالعلوم کے کتب خانہ کے ناظم مولانا ظفیر الدین بھی وہاں موجود تھے۔ موصوف میرے پرانے کرم فرما ہیں۔ انہوں نے مولانا منت اللہ سے میرا تعارف کرایا۔ موصوف نے بڑی شفقت کا اظہار فرمایا۔

مولانا منت اللہ، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بانی مولانا محمد علی مونگیریؒ کے صاحبزادے ہیں، ان کے بھتیجے شاہ فضل اللہ، جو عمر میں اپنے چچا سے کافی بڑے ہیں، ان دنوں علی گڑھ میں مقیم ہیں، میں شملہ جانے سے پہلے بارہ روز علی گڑھ میں ٹھہرا تھا۔ شاہ صاحب کی رہائش گاہ میری قیام گاہ سے بالکل قریب تھی اور نماز عصر کے وقت انوار الہدیٰ کمپاؤنڈ کی مسجد میں بلاناغہ ہماری ملاقات رہتی تھی۔ شاہ صاحب نے امام بخاریؒ کی ادب المفرد کی شرح "فضل اللہ الصمد" کے عنوان سے لکھی ہے۔ موصوف مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے بعد جامعہ عثمانیہ حیدر آباد میں صدر شعبہ دینیات بھی رہ چکے ہیں ان کی صاحبزادی حنیفہ رضی صاحبہ نے مولانا اکبر آبادی کی نگرانی میں "عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی فقہ" پر تحقیقی مقالہ لکھ کر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ لی ہے۔ میں نے ان کی اس تحقیقی کاوش کو ۱۹۷۱ء میں ندوۃ المصنفین لاہور کی طرف سے شائع کیا ہے شاہ صاحب کے احباب ان کی لائق و فائق بیٹی کے نام کی مناسبت سے انہیں "ابوحنیفہ" کہتے ہیں۔

میں نے مولانا منت اللہ سے ذکر کیا کہ ایک روز شاہ فضل اللہ فرمانے لگے کہ جب آپ ابھی دودھ پیتے بچے تھے تو وہ سن بلوغ کو پہنچ چکے تھے وہ آپ کو چچا کہہ کر آواز دیتے تو آپ دودھ چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور آپ کی والدہ ماجدہ شاہ صاحب پر خفگی کا اظہار کرنے لگتیں۔ مولانا منت اللہ مسکرا کر فرمانے لگے کہ اگرچہ شاہ فضل اللہ ان سے عمر میں کافی بڑے ہیں لیکن جب بھی وہ ان سے ملتے ہیں تو چچا ہونے کے ناتے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اس پر تمام حاضرین ہنسنے لگے۔

مولانا منت اللہ نے مجھے مونگیر آنے کی دعوت دی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے مکین سے غرض ہے مکان سے نہیں۔ وہاں ان کی ہی زیارت کرنا تھی، وہ فضلِ خدا یہیں ہو گئی۔ مولانا فرمانے لگے کہ مونگیر آئیے اور دیکھئے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی یادگاروں کو کس طرح سنبھال کر رکھا ہے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ جب بھی موقع ملا میں خانقاہ رحمانیہ دیکھنے مونگیر آؤں گا۔

عشاء کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد دستر خوان بچھا جس پر تمام اکابر موجود تھے۔ قاری محمد طیب صاحب اور ان کے صاحبزادے مولانا محمد سالم غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے تھے اس لیے ان کی کمی بڑی شدت کے ساتھ محسوس کی گئی۔ گذشتہ سفر دیوبند میں ان کے ساتھ بڑی طویل اور مفید ملاقاتیں رہی تھیں۔ کھانے کے دوران مولانا اکبر آبادی اور مفتی صاحب میری سیاحت کے واقعات حاضرین کو سناتے رہے۔ مولوی شمیم صاحب نے مولانا منت اللہ کے ساتھ والا کمرہ مجھے الاٹ کر دیا اور میں نے رات وہیں گزاری۔

نماز فجر مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد میں اور مولانا زین العابدین سجاد ٹہلنے نکلے ان سے میں نو سال پہلے بھی دیوبند میں شوریٰ کے اجلاس کے موقع پر مل چکا تھا اور دیوبند سے میرٹھ تک سفر میں بھی شریک رہ چکا تھا اس لیے ہم ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہ تھے۔ ہم دونوں مسجد سے نکلے اور ٹہلتے ہوئے مدنی مسجد پہنچے۔ جدید طرز کی یہ مسجد حال ہی میں مولانا اسعد مدنی کی سعی و کوشش سے پایۂ تکمیل کو پہنچی ہے ان دنوں اسعد میاں اقتصادیات کے کسی موضوع پر سیمینار کرا رہے تھے اس لیے وہاں کافی رونق تھی۔

میں نے اس روز پہلی بار اسعد میاں کو دیکھا ان کے والد بزرگوار کی زیارت سے میں محروم رہا ہوں۔ کئی احباب سے ان کی تصویر کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے بتایا کہ ان کی تصویر کسی رسالے میں طبع ہو چکی ہے میں نے اسعد میاں کو اس ارادے سے دیکھا کہ انہیں دیکھ کر ان کے والد بزرگوار کے حلیے کا ہیولا سا میرے ذہن میں نقش ہو جائے گا۔

مدنی مسجد کے سامنے سے گزر کر ہم قبرستان قاسمی کی طرف مڑے۔ اس وقت لوگ کافی بڑی تعداد میں اس طرف جا رہے تھے۔ قبرستان میں داخل ہونے سے قبل ہم نے جوتے اتارے اور السلام علیکم یا اہل القبور کہتے ہوئے اس بقعۂ مبارک میں داخل ہوئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ شاہ فضل الرحمٰن عثمانیؒ اور شیخ الہندؒ کے والد بزرگوار مولانا ذوالفقار علیؒ قریب قریب دفن ہیں ان کے مزارات کے بائیں طرف چند گز کے فاصلے پر مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ اور دائیں جانب چند گز کے فاصلے پر مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندیؒ محو خواب ابدی ہیں۔ اصحاب ثلاثہ کے قدموں میں چند گز کے فاصلے پر شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور ان کے جان نثار شاگرد مولانا حسین احمد مدنیؒ آسودۂ خاک ہیں۔ ان کے مزارات سے جنوب مغرب کی طرف چند گز کے فاصلے پر مولانا ابراہیم بلیاویؒ اور شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ شارح الحماسہ دفن ہیں۔ دہلی میں مہندیوں کے قبرستان میں خاندان ولی اللّٰہی کی قبور کے علاوہ پورے برصغیر میں ایسا کوئی مقام نہیں جہاں علم و تقویٰ کا اتنا بڑا خزانہ دفن ہو مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ کے فرمان خداوندی کے مطابق یہ شرف دیوبند کے اس چھوٹے سے خطے کو، جسے عرفِ عام میں "خطۂ صالحین" کہتے۔ حاصل ہے کہ اس کی خاک پاک سے ایسی عظیم ہستیوں کا خمیر

اٹھایا گیا جن کی صدائے قال اللہ وقال الرسولؐ سے برصغیر کے علاوہ عرب وعجم بھی گونج اٹھے ہیں

یک بار نالہ کردہ ام از دردِ اشتیاق
از شش جہت ہنوز صدا میتوان شنید

ان بزرگوں کی کچی قبریں بالشت بھر سے اونچی اور تین فٹ سے زیادہ طویل نہیں ہیں۔ یہاں نہ عرس ہوتا ہے اور نہ چراغ واگر بتی کا اہتمام کیا جاتا ہے یہاں قبروں کو دھو کر پینے، ان پر چادریں چڑھانے، سہرے باندھنے، نذریں پیش کرنے اور مشرکانہ نعرے لگانے کی ریت نہیں۔

ہم دونوں "خطۂ صالحین" سے نکل کر عیدگاہ کی طرف بڑھے۔ عیدگاہ کے جنوب مشرقی گوشے میں برصغیر کے نامور محدث، علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کا مزار ہے جب میں نو سال پہلے دیوبند آیا تھا اس وقت ان کی قبر ایک کھلے میدان میں تھی۔ اب ان کے لواحقین نے اس کے گرد چار دیواری بنا کر اسے اپنا خاندانی قبرستان بنا لیا ہے۔ مولانا زین العابدین سجاد اور میں چار دیواری کے اندر داخل ہوئے۔ شاہ صاحب ان کی اہلیہ ان کے ایک نوعمر فرزند اور مولانا انظر شاہ کی رفیقۂ حیات قریب قریب دفن ہیں۔ ہم وہاں فاتحہ پڑھ کر دارالعلوم کی طرف واپس چلے تو شاہ صاحب کے بارے میں سوچنے لگا۔ اب تو ہمارے ہاں ہر ملائے مسجد اپنے نام سے پہلے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ "علامہ" لکھنے لگا ہے اور اگر میری بات کا یقین نہ آئے تو عید کے روز اخبارات میں "نمازِ عید کے اوقات" کے کالم میں پڑھ لیجئے کہ فلاں فلاں علامہ صاحب کون کون سی مسجد میں امامت فرمائیں گے ایک ایسے ہی اشتہاری علامہ کے بارے میں لوگوں نے پاکستان کے دورہ پر آئے ہوئے ایک غیر ملکی عالم سے استفسار کیا تو اس نے لگی لپٹی رکھے بغیر کہا ماوجدت فیہ شیئاً الّا افا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات میں مرقوم ہے کہ انہوں نے ایک مجلس میں فرمایا "ہم نے اپنے اکابر کو دیکھا ہے ان کے نام کے ساتھ مولوی زیادہ ہوا تو مولانا لکھا ہوتا تھا۔ اب اس زمانے میں چار چار سطروں میں مولویوں کے القاب پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ گویا اپنے زمانے کے سب کچھ یہی ہیں لیکن یاد رکھئے کہ یہ لوگ ان القاب کے نیچے اپنی جہالت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔"

میں نے دیوبند کے ابنائے قدیم کو یہ کہتے سنا ہے کہ علامہ کا لقب حضرت انور شاہ کشمیریؒ کے بعد کسی کے نام کے ساتھ زیب نہیں دیتا۔

مولانا انظر شاہ نے اپنے والد بزرگوار کے سوانح حیات "نقش دوام" کے عنوان سے ترتیب دیئے ہیں۔ فاضل مصنف نے مولانا اکبر آبادی کو جو نسخہ ہدیتہً بھیجا تھا میں علی گڑھ میں قیام کے دوران میں اس کا بغور مطالعہ کر چکا تھا۔ اس سے قبل مولانا ازہر شاہ قیصر کی مرتب کردہ "حیات الانور" اور ڈاکٹر قاضی رضوان اللہ کی تصنیف "مولانا انور شاہ کشمیری، حیات اور علمی کارنامے" بھی پڑھ چکا ہوں۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی "نفحۃ العنبر" پڑھنے کا ہنوز موقع نہیں ملا۔ میرے دل میں مولانا انور شاہ کا بڑا احترام ہے۔ میری اہلیہ کے والدین کا نکاح بھی مولانا مرحوم نے پڑھایا تھا جس کا ذکر خیر مولانا اکبر آبادی نے اپنے ایک مضمون بعنوان "اے تو مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم" میں بتفصیل کیا ہے۔ مولانا اکبر آبادی شاہ صاحب کے بڑے چہیتے شاگرد ہیں۔ موصوف نے ایک بار مجھ سے کہا کہ اگر وہ مولانا انور شاہؒ سے نہ ملتے تو وہ کبھی یہ باور نہ کرتے کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کو لاکھوں حدیثیں حفظ تھیں اگر متاخرین میں شاہ صاحب کو لاکھوں حدیثیں ازبر ہو سکتی ہیں تو متقدمین کے کیا کہنے؟

میں اسی سوچ میں مستغرق مہمان خانے پہنچا۔ حجامت اور غسل سے فارغ ہوا تو ناشتہ تیار تھا۔ مجلسِ شوریٰ کے اراکین تو ناشتے سے فارغ ہو کر اجلاس میں شرکت کے لیے چلے گئے اور میں ریکارڈ آفس میں سید محبوب رضوی مورخ دیوبند سے ملنے چلا گیا۔ ان سے پرانی یاد اللہ ہے انہوں نے میری استدعا پر بانئ دارالعلوم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا وصیت نامہ فائل سے نکال کر دکھایا۔ اس میں یہ مرقوم ہے کہ مدرسے کیلئے حکومت سے کسی بھی قسم کی امداد قبول نہ کی جائے اور زمینداروں اور جاگیرداروں سے مستقلاً کوئی رقم وصول نہ کی جائے اسی مدرسے کو محض توکل علی اللہ پر چلایا جائے۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ دارالعلوم کو حکومت اور جاگیرداروں کے اثر سے آزاد رکھنا چاہتے تھے۔ جس وقت انہوں اسی مدرسے کی بنیاد رکھی تو ان کے سامنے عظیم مقاصد تھے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ فرمایا کرتے تھے "دیوبند کا مدرسہ استاذی علیہ الرحمۃ نے محض تعلیم کیلئے تھوڑا ہی قائم کیا تھا۔ نہیں بلکہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں ناکامی کی تلافی کیلئے قائم کیا تھا"

سید محبوب رضوی صاحب کی عنایت سے مجھے مجھے دارالعلوم کے سب سے پہلے استاد مولانا محمود کا تقرر نامہ بھی دیکھنے کا موقع ملا۔ اس پر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا ذوالفقار علیؒ اور شاہ فضل الرحمٰن عثمانیؒ کے دستخط ثبت ہیں۔ اس زمانے میں عالی مرتبت استاد کا ماہانہ مشاہرہ پانچ روپے مقرر ہوا تھا۔

سید محبوب رضوی نے اپنی تازہ تصنیف "مکاتیب نبویؐ" مرحمت فرمائی۔ اس کتاب میں انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامہ ہائے مبارک کے عکس بھی شائع کیے ہیں۔ مقوقس اور منذر بن ساوی کے نام حضورؐ کے مکاتیب گرامی کے عکس تو عام دستیاب ہیں لیکن خسرو پرویز کسریٰ ایران کے نام حضورؐ کے نامۂ مبارک کا عکس پہلی بار باصرہ نواز ہوا۔ اس تنگ مزاج حکمران نے حضورؐ کا نامۂ مبارک چاک کر ڈالا تھا۔ عکس میں ان کا نشان صاف طور پر نمایاں ہے۔ مکاتیب نبویؐ کے علاوہ انہوں نے مکاتیب حجاز اور آسان حج کے نسخے بھی مرحمت فرمائے۔ موصوف ان دنوں "مثنوی فروغ"، ایڈیٹ کر رہے تھے اس مثنوی میں اکابر دیوبند کے منظوم حالات ملتے ہیں۔ انہوں نے اس نادر کتاب کا تعارف اپنے ایک فاضلانہ مضمون میں کرایا ہے جو ماہنامہ "برہان" دہلی کے اکتوبر کے شمارے میں شائع ہوا ہے۔

مولانا محبوب رضوی سے مل کر دارالتفسیر اور دارالحدیث کی عمارت دیکھنے گیا یہی وہ مقدس عمارت ہے جس میں گذشتہ ایک صدی سے قال اللہ اور قال رسولؐ کی آوازیں گونج رہی ہیں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ مولانا انور شاہؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے بزرگوں نے اپنے نفس ہائے گرم سے اس عمارت کو آباد رکھا۔ اب یہ عمارت انکی یادگار ہے۔ میں دارالعلوم میں پھرتا پھراتا صدر دروازے سے باہر نکلا اور چھتہ والی مسجد کی طرف چل پڑا۔ اس مسجد کی ان دنوں تعمیر جدید اور توسیع ہو رہی تھی۔ اس مسجد کے صحن میں انار کا ایک پیڑ ہر زائر کو

اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اسی پیڑ کے سایہ تلے دارالعلوم کے پہلے استاد مولانا محمود نے مدرسے کے سب سے پہلے طالب علم شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کو درس دیکر علوم اسلامیہ کی اس عظیم درس گاہ کی نیو رکھی تھی جہاں اب اڑھائی ہزار طلبا زیر تعلیم ہیں۔ دیوبند اس وقت دنیا بھر میں حنفی فقہ کے درس و تدریس کا سب سے بڑا مرکز ہے۔

چھتہ مسجد سے نکلتے ہی مجھے رکشا مل گیا اور میں چند منٹوں میں بس اسٹینڈ پہنچ گیا۔ گنگوہ شریف جانے والی بس تیار کھڑی تھی۔ دیوبند سے گنگوہ شریف کا فاصلہ تقریباً ۲۶ میل ہے لیکن بس یہ مسافت دو گھنٹے میں طے کرتی ہے۔ راستے میں نانوتہ پڑتا ہے جہاں بس کافی دیر رکتی ہے اور مسافر چائے پینے کے لیے بس سے اتر جاتے۔ مجھے دیوبند واپس آکر معلوم ہوا کہ بس اسٹینڈ کے قریب ہی ایک باغ میں سرسید احمد خانؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے استاد مولانا مملوک علی کے فرزند اور دارالعلوم کے پہلے صدر مدرس مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ دفن ہیں۔ نانوتہ صدیقی شیوخ کی بستی ہے اور یہاں سے گنگوہ شریف اندازاً دس گیارہ میل ہے۔ تھانہ بھون تک بھی کم و بیش اتنا ہی فاصلہ ہوگا۔

بس میں دیوبند کے تین طلباء بھی سوار تھے اور دوران سفر ان سے میرا تعارف ہوگیا تھا ان کی رفاقت میرے لیے بڑی سود مند ثابت ہوئی وہ مجھے ایک مدرسے میں لے گئے وہاں انہوں نے ایک بنگالی طالبعلم کو ساتھ لیا اور وہ ہمیں قطب ارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے مزار پر لے گیا۔ ان کا مزار کھیتوں کے درمیان ایک چھوٹے سے باغیچے میں گھنے پیڑوں تلے ہے۔ اکابر دیوبند کی طرح ان کی قبر بھی بالکل کچی اور زمین سے بمشکل بالشت بھر اونچی ہوگی۔ لوح مزار پر فخر المحدثین راس الفقہا قطب ارشاد امام ربانی مولانا رشید احمد اور ان کی تاریخ وصال ۱۱ر اگست ۱۹۰۵ء کندہ ہے۔ میں نے اسی سفر کے دوران میرٹھ میں قاضی زین العابدین سجاد کے ہاں حضرت گنگوہیؒ کا تحریر فرمودہ ایک خط دیکھا ہے کسی سائل نے تین مسائل حضرت سے دریافت کئے تھے جن میں سے ایک اردو زبان میں خطبہ کے بارے میں تھا حضرت اس کے جواب میں لکھتے ہیں "اب میں آنکھوں سے مجبور ہوں اور کوئی لکھنے والا موجود ہوتا تو لکھا دیتا۔ آپ کے سوالوں کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہیئے غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا کہیں ثابت نہیں۔"

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے مزار پہ فاتحہ پڑھ کر طلباء کی معیت میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی درگاہ دیکھنے گیا۔ ایک وسیع چار دیواری کے اندر چھوٹی سی ایک مسجد، گنبد دار مقبرہ اور چند حجرے موجود ہیں میں نے مسجد میں دو نفل ادا کئے اور طلباء کے ساتھ روضے میں داخل ہوا۔ روضے کے اندر ایک چبوترے پر نو قبریں ہیں۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ، ان کی اہلیہ اور بڑے صاحبزادے شیخ حمیدالدین کی قبریں ساتھ ساتھ ہیں شیخ علیہ الرحمۃ کا روضہ ایک روایت کے مطابق ہمایوں کے عہد میں تعمیر ہوا تھا روضے سے باہر دو قبریں ہیں۔ جن میں سے دائیں ہاتھ والی قبر حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کے صاحبزادے شیخ رکن الدینؒ کی ہے۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار کے ملفوظات "لطائف قدوسی" کے عنوان سے جمع کئے تھے۔ میں نے ہندوستان جانے سے چند ہفتے قبل ہی اس کتاب کی تاریخی، سیاسی اور سماجی اہمیت پہ ایک طویل مضمون شائع کیا تھا۔ اس لیے میرے دل میں ان کا مزار دیکھنے کی بڑی تمنا تھی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد بزرگوار مخدوم عبدالاحد انہی کے صحبت یافتہ اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس لیے بھی میرے دل میں ان کا بڑا احترام تھا۔

اسی چار دیواری کے اندر وہ حجرہ تھا جس میں قطب الارشاد مولانا رشید احمدؒ رہا کرتے تھے۔ اسی حجرہ میں شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ عبادت کیا کرتے تھے لیکن امتداد زمانہ اور مجاوروں کی نالائقی اور غفلت سے اس حجرہ پر دھوبیوں نے قبضہ کر لیا اور وہ اپنے گدھے وہاں باندھنے لگے۔ مولانا رشید احمدؒ نے اس حجرے کی صفائی کرائی اور اپنے مقدس ہاتھوں سے اس کے فرش کی ناپاک مٹی اٹھا کر وہاں صاف مٹی ڈالی اور اس میں سکونت اختیار کی۔ اسی جگہ وہ حجرہ بھی ہے جس میں شیخ عبدالقدوسؒ کے پوتے شیخ ابوسعید گنگوہیؒ رہا کرتے تھے۔

حضرت گنگوہیؒ کی درگاہ سے نکلے تو کچھ فاصلے پر بغیر گنبد کے ایک مقبرہ دکھائی دیا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابوسعید گنگوہیؒ کا مدفن ہے۔ انہیں اپنے نامور مرید شیخ محب اللہ الہ آبادی کی وجہ سے بڑی شہرت ملی ہے۔ ان کے مداح انہیں ابن عربی ثانی کہتے ہیں۔ دارا شکوہ ان کا بے حد معتقد تھا اور ان کی خط و کتابت طبع ہو چکی ہے جو ان کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالتی ہے میں اسی سفر میں الہ آباد میں ان کے مزار کی زیارت سے بھی مشرف ہو چکا ہوں۔

حضرت ابوسعید گنگوہیؒ کے مزار سے نکلے تو گلیوں اور بازاروں سے گزرتے ہوئے بس اسٹینڈ پر پہنچے۔ یہاں میں نے طلبہ کو بصد شکریہ رخصت کیا اور خود جلال آباد جانے والی بس میں سوار ہو گیا۔

جلال آباد سہارنپور سے براستہ مظفر نگر، شاملی اور کاندھلہ دہلی جانے والی سڑک پر گنگوہ سے اندازاً سولہ میل دور ہے۔ جلال آباد میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ جناب مسیح اللہ صاحب سکونت پذیر ہیں۔ میری بدقسمتی سے موصوف ان دنوں پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے، اس لیے میں ان کی زیارت سے محروم رہا۔ جلال آباد کے گرد و نواح میں پیاز بکثرت پیدا ہوتا ہے اور سڑک کے کنارے کھیتوں میں دور دور تک پیاز کے ڈھیر ہی دکھائی دیتے ہیں۔ جلال آباد کا قلعہ بھی شکستہ حال میں موجود ہے سکھوں نے جب اٹھارہویں صدی کے آغاز میں اضلاع سہارنپور میرٹھ اور مظفر نگر پر یورش کی تھی تو انہوں نے جلال آباد کا محاصرہ کر لیا تھا لیکن وہ اسے فتح نہ کر سکے یہاں سکھوں کو عبرتناک شکست ہوئی تھی۔ مثنوی فروغ میں شاہ میر جلال آبادیؒ کا ذکر بھی آیا ہے۔

جلال آباد سے تھانہ بھون دو میل ہے۔ میں رکشا کے ذریعے تھانہ بھون پہنچا۔ میں بس سے اترا تو سامنے مدرسہ اشرف العلوم نظر آیا۔ ظہر کی اذان ہو چکی تھی لیکن جماعت میں ابھی دیر تھی۔ میں نے وہاں قصر نماز ادا کی اور خانقاہ امدادیہ کا پتہ پوچھا۔ ایک دوکاندار نے بتایا کہ میں بجلی کے تاروں کو دیکھ کر چلتا جاؤں تو کسی سے پوچھے بغیر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ میں تاروں کے ساتھ ساتھ بازار اور گلیوں سے گزرتے ہوئے خانقاہ امدادیہ پہنچا

وہاں ظہر کی نماز تیار تھی۔ میں نے جماعت کے ساتھ دوبارہ نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر ایک طالب علم سے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ اس نے مسجد کی بغل میں تنگ سا حجرہ دکھایا۔ یہ حجرہ اتنا تنگ ہے کہ اس میں چارپائی نہیں ڈالی جا سکتی۔ یہ قطب العالم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا حجرۂ عبادت تھا۔ میں نے وہاں نوافل ادا کئے اور اپنے لیے اور حاجی صاحبؒ کے لیے دعا مانگی۔ اس حجرہ کے برابر ہی شیخ محمد تھانوی اور حافظ ضامن شہیدؒ کا حجرۂ عبادت تھا۔ اس کی ہیئت بھی حاجی صاحبؒ والے حجرہ جیسی ہی تھی۔ اس میں بھی نوافل ادا کئے اور دعا مانگی صحن مسجد کے بائیں جانب وہ سہ درہ تھا جس میں مولانا اشرف علی تھانویؒ درس دیا کرتے تھے۔ خانقاہ امدادیہ جسے مولانا تھانویؒ دکانِ عشق کہا کرتے تھے، آج بھی اسی حالت میں ہے جس حالت میں ۱۹۲۸ء میں اسے "حکیم الامت" کے فاضل مصنف مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے دیکھا تھا۔ مسجد اور خانقاہ امدادیہ کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں حاجی صاحب قبلہؒ کے زمانے میں بھی یہ اسی حالت میں ہوگی۔ حاجی صاحبؒ نے ہجرت سے قبل اس خانقاہ میں اپنی زندگی کے ۴۴ برس گزارے تھے۔ اللہ اللہ اس زمانے میں یہ کیسی روح پرور جگہ ہوگی اب بھی اس مسجد کے در و دیوار سے ان بزرگوں کے انفاس طیبہ کی مہک آتی ہے۔ خانقاہ میں مقیم طلباء کے چہروں پر طمانیت، آنکھوں میں توکل کی جھلک اور پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات دکھائی دیتے تھے گویا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کی صحیح تصویر نظر آرہی تھی۔

میں نے اسی سفر کے دوران میں قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی کے ہاں حاجی صاحب قبلہؒ کے ایک خط کی زیارت کی یہ خط ہلکے سبز رنگ کے کاغذ پر آواخر ذوالحجہ ۱۲۶۶ھ کا تحریر فرمودہ ہے۔ قاضی صاحب کے والد بزرگوار مولوی بشیر الدین کے رشتہ کے ایک ماموں محمد صادق نے حاجی صاحب کو ان کے پیر بھائی شیخ محمد تھانویؒ کی وفات کی اطلاع دی تھی اس کے جواب میں حاجی صاحب نے یہ خط تحریر فرمایا تھا۔ اس خط میں حاجی صاحب کے ٹوٹے ہوئے دل کی دھڑکن صاف سنائی دیتی تھی۔ قاضی صاحب کی عنایت ہی سے مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دو خطوں کی زیارت کی یہ خط انہوں نے قاضی صاحب کے نام ہی تحریر فرمائے تھے۔

میری درخواست پر مسجد کے ایک سینئر طالب علم نے ایک جونیئر طالب علم کو میرے ساتھ کیا۔ مجھے راستے میں معلوم ہوا کہ وہ جناب ظہور الحسن خلیفۂ حضرت تھانویؒ کا بیٹا تھا۔ میری بد قسمتی ملاحظہ فرمائیے کہ میرے تھانہ بھون آنے سے پانچ روز پہلے "بزم اشرف" کا یہ چراغ بھی بجھ چکا تھا۔ رہے نام اللہ کا۔ میں نے اس بچے کی ہمراہی میں حافظ ضامن شہیدؒ کے مزار پر حاضری دی تھی۔ یہاں مجھے حافظ صاحب کا وہ مشہور قول یاد آیا کہ جب کوئی اجنبی انہیں ملنے آتا تو آپ اسے فرماتے کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھنا ہے تو شیخ محمد سے جا کر پوچھ لو اگر تعویز لینا ہے یا مرید ہونا ہے تو حاجی امداد اللہ کے پاس چلے جاؤ اور اگر حقہ پینا ہے تو ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔

۱۸۵۷ء میں برصغیر میں جنگ آزادی شروع ہوئی تو میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ کے مریدین اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے متوسلین تھانہ بھون میں جمع ہوئے اور انہوں نے باہمی صلاح و مشورہ کے بعد انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ ان مجاہدین کی وفاداریاں مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی بجائے امداد اللہؒ کے ساتھ تھیں انہی کے ہاتھ پر مجاہدین نے بیعت جہاد کی۔ حافظ محمد ضامن لشکر کے علمبردار اور مولانا محمد قاسم نانوتوی امیر لشکر مقرر ہوئے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی تقریروں کے ذریعے مجاہدین میں جوش اور ہمت پیدا کرنے پر مامور ہوئے شاملی کے مقام پر انگریزوں کے ساتھ مجاہدین کا مقابلہ ہوا۔ اس معرکے میں مولانا محمد قاسمؒ کی شمشیر زنی نے قرونِ اولیٰ کے مجاہدوں کی یاد تازہ کر دی۔ اس معرکے میں حافظ محمد ضامنؒ پیٹ ناف کے قریب گولی لگنے سے شہید ہوئے۔ مقامی روایت کے مطابق قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ان کی میت رات کے اندھیرے میں اپنے کندھے پر اٹھا کر تھانہ بھون لائے تھے، تھانہ بھون میں یہ بھی مشہور ہے کہ ایک بار ان کے کسی عقیدت مند نے ان کے مزار پر فاتحہ پڑھی اگلی رات اس نے خواب میں حافظ صاحب کو دیکھا کہ اسے مخاطب کر کے فرما رہے ہیں۔ "فاتحہ تو مُردوں کی قبروں پر پڑھتے ہیں ہم تو زندہ ہیں۔" وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ۔

حافظ صاحب کے مزار سے چند قدم کے فاصلے پر ایک باغیچے میں مولانا اشرف علی تھانویؒ محوِ خواب ابدی ہیں۔ ان کے مزار کی پائنتی ان کے بھائی اور بائیں جانب ان کی اہلیہ کی قبریں ہیں۔ پیرانی صاحبہ کے مزار سے اندازاً تین گز کے فاصلے پر جناب ظہور الحسنؒ کو جگہ ملی ہے۔ ع

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

اسی قبرستان میں وصل بلگرامی اور حکیم محمد مصطفےٰ بجنوری کی قبریں ہیں یہ دونوں بزرگ حضرت تھانویؒ کے چہیتے مرید تھے اور ان کی حیات ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت تھانویؒ اس قبرستان کو قبرستان گو عشق بازان کہا کرتے تھے۔

مجھے حضرت تھانویؒ سے خصوصی لگاؤ ہے رمضان ۱۳۹۰ھ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان کے سامنے برآمدہ میں ایک بغلی کمرہ کے دروازے پر چق پڑی ہے۔ معاً وہ چق اٹھی اور حضرت تھانویؒ باہر تشریف لائے۔ مکان کے صحن میں ایک تانگہ کھڑا تھا۔ حضرت اس کے عقبی نشست پر بیٹھ گئے۔ ان کی اچکن کے بٹن کھلے تھے اور ہاتھ میں چھڑی تھی۔ میں نے سلام کیا تو حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا "تم ہمارے ہو" میں نے اس خواب کا ذکر کراچی میں ان کے خلیفہ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابھی دیکھئے اور انتظار کیجئے۔

قبرستانِ عشق بازاں سے باہر نکلا تو جانب جنوب اندازاً اسّو گز کے فاصلے پر ایک سفید چار دیواری نظر آئی۔ میں نے اپنے رہبر سے اس کے متعلق استفسار کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے اندر شیخ محمد تھانویؒ دفن ہیں۔ میں فوراً اس جانب لپکا۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے والد بزرگوار ڈاکٹر ابرار حسین اُردو کے نامور شاعر حضرت اصغر گونڈوی اور جگر مراد آبادی انہی کے سلسلے میں بیعت تھے۔ یہ تینوں حضرات قاضی عبدالغنی منگلوری کے مرید تھے اور ان کے والد اور مرشد حضرت اسمٰعیل منگلوری، شیخ محمد تھانویؒ

کے خلیفہ تھے قاضی صاحب جلالی طبیعت رکھتے تھے۔ اور ان کی بود و باش یوپی کے رؤسا جیسی تھی شکار کے شوقین تھے اور ان کے کندھے پر اکثر بندوق لٹکی رہتی تھی۔

ڈاکٹر ابرار حسین مرحوم کا آبائی وطن تو چھپرولی تھا لیکن وہ آگرہ میں پریکٹس کرتے تھے مولانا انور شاہ کشمیریؒ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور علمائے دیوبند کے ساتھ ان کے مخلصانہ تعلقات تھے ایک روز موصوف طاعون کے ایک مریض کو دیکھ کر گھر لوٹے تو ان کی اکلوتی بچی دوڑتی ہوئی آئی اور ان سے چمٹ گئی اگلے روز بچی پر طاعون کا اثر ظاہر ہوا اور چند گھنٹوں میں اللہ کو پیاری ہوگئی بچی کی وفات کے بعد ڈاکٹر صاحب کئی سال تک اولاد سے محروم رہے ان حالات میں وہ دنیا سے اتنے بددل ہوگئے کہ انہوں نے ہندوستان سے ہجرت کا ارادہ کرلیا۔ قاضی عبدالغنیؒ نے انہیں اس ارادے سے باز رکھا اور ڈاکٹر صاحب کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا انہیں فرزند سعید عطا کرے گا جب ان کی دعاؤں کی طفیل مولانا اکبرآبادی پیدا ہوئے تو اسی مناسبت سے ڈاکٹر صاحب نے ان کا نام سعید احمد رکھا۔

جن دنوں مولانا اکبرآبادی دیوبند میں زیر تعلیم تھے تو کاندھلہ میں شادی کی ایک تقریب پر قاضی صاحب سے ملاقات ہوئی قاضی صاحب فرمانے لگے "سعید! تمہارے ابا ہمارے مرید ہیں، تم نے ابھی تک بیعت نہیں کی"؟ مولانا نے کہا "حضرت ان کی سمجھ میں آپ کی بزرگی آگئی ہے میری سمجھ میں نہیں آئی" قاضی صاحب یہ جواب سن کر کہنے لگے۔ "تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے" بعد ازاں قاضی صاحب خوب ہنسے۔ اب جگر مرادآبادی کا ذکر آیا ہے تو ایک دو باتیں ان کے بارے میں بھی ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اسی سفر کے دوران میں مجھے ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی خود نوشت سوانح عمری "یادوں کی دنیا" پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک زمانے میں جگر رندِ بلانوش تھے اور شراب کے بغیر انہیں ایک پل چین نہیں آتا تھا جب حضرت اصغر گونڈوی سے ان کے روابط بڑھے تو ان کی صحبت کیمیا اثر نے اپنا رنگ دکھایا اور جگر نے جام و سبو توڑ کر شراب نوشی سے توبہ کرلی جب جوش ملیح آبادی کو ان کی توبہ کی اطلاع ملی تو اس نے کہا:۔

یاد ہے جب جگر چڑھاتے تھے
گیا الف ہو کے ہنہناتے تھے

جگر نے اس کا جواب شریفانہ انداز میں دیا۔ اس لیے کہ جوش کی سطح پر وہ کبھی آ ہی نہیں سکتے تھے جگرؔ نے جوش کو مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر کہا:۔

تو جہاں پر تھا بہت پہلے، وہیں آج بھی ہے
دیکھ رندانِ خوش انفاس کہاں تک پہنچے

مولانا اکبرآبادی نے مدت ہوئی اپنے ایک مضمون میں یہ تحریر فرمایا تھا کہ موصوف اپنے والد بزرگوار کے مرشد قاضی عبدالغنی منگلوریؒ کے ساتھ ان کے تعلق کی بنا پر جگر مرادآبادی کو "چچا" کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے اور وہ بھی ان سے بھتیجوں جیسا ہی سلوک کیا کرتے تھے۔

شیخ محمد تھانویؒ کے مزار سے میں سیدھا خانقاہ امدادیہ پہنچا۔ میری استدعا پر میرا رہبر مجھے مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مکان پر لے گیا حضرت نے اپنی زندگی ہی میں یہ مکان مدرسہ کے لیے وقف کر دیا تھا اور اب وہاں کوئی کرایہ دار مقیم تھا۔ یہ چھوٹی اینٹوں کا پرانی وضع کا مکان تھا جہاں اللہ کے اس نیک بندے نے اپنی ساری زندگی گزاری تھی۔ اسی مکان سے قریب ہی ان کی دوسری اہلیہ کا مکان تھا اس کی حالت بھی پہلے مکان جیسی ہی تھی۔ یہیں سے میں نے اپنے رہبر کو رخصت کیا اور ایک قریبی مسجد دیکھنے چلا گیا۔ میں وہ مسجد دیکھ رہا تھا کہ دو راہگیر مجھے دیکھ کر رک گئے میں نے مسجد کے بارے میں سوالات کئے انہوں نے بڑی متانت سے جواب دیئے اور مجھے مسافر جان کر چائے کی دعوت دی میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے معذرت چاہی اور بس اسٹینڈ کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر میں سہارنپور جانے والی بس آگئی اور میں اس میں سوار ہو کر نانوتہ پہنچا۔ عصر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا بس اسٹینڈ کے قریب ہی ایک مسجد تھی وہاں نماز ادا کی تقریباً نصف گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد گنگوہ سے دیوبند جانے والی بس آئی اور میں اس میں سوار ہو کر غروب آفتاب سے قبل دیوبند پہنچ گیا۔

نماز مغرب کے بعد میں نے دن بھر کی روداد سنائی تو مولانا اکبرآبادی فرمانے لگے کہ زمانہ طالب علمی میں وہ کئی سال دیوبند میں رہے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں یہ جگہیں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ میں بہت دور سے آیا ہوں، روز روز ایسے مواقع کہاں ملتے ہیں اس لیے میں نے فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے یہ تاریخی جگہیں دیکھ لیں آپ کسی وقت بھی دیکھ سکتے ہیں۔ آگرہ میں سنا ہے کہ ایسے بہت سے لوگ بستے ہیں جنہوں نے تاج محل نہیں دیکھا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب چاہیں گے اسے دیکھ لیں گے جلدی کس بات کی ہے۔

تھوڑی دیر میں مہمان خانے کے صحن میں رونق آگئی سید محبوب رضوی مولانا ظفیر الدین، ازہر شاہ قیصر، عبدالحق پیشکار، دیوبند کے عربی مجلہ الداعی کے نوجوان مدیر اور مولانا ابراہیم بلیاوی کے صاحبزادے جن کا نام ذہن میں محفوظ نہیں رہا تشریف لے آئے نماز عشاء تک علمی و ادبی محفل جاری رہی۔

دیوبند میں شاہد حسین صاحب سے ہنوز ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ موصوف دارالعلوم میں پڑھاتے ہیں اور گذشتہ سال لاہور میں کئی بار ان سے ملاقات ہوئی تھی موصوف میری محافل فضائل صحابہ کرام میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ تشریف لایا کرتے تھے اتفاق سے جس روز میں دیوبند پہنچا اسی روز شام کو ان کی ہمشیرہ کی شادی تھی مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نے نکاح پڑھایا تھا۔ میں نے ان کا ذکر کیا تو مفتی صاحب نے بتایا کہ کل ان کی ہمشیرہ کی شادی تھی اور آج وہ انہیں لینے منگلور گئے تھے۔ شادی کے ہنگامے میں انہیں یہاں آنے کی فرصت نہیں ملی ہوگی۔ میں مولانا اکبرآبادی کے فرزند خورشید احمد کو ساتھ لے کر جامع مسجد پہنچا خورشید دارالعلوم کا ناظم تعمیرات ہے اور اب وہ دیوبند سے بخوبی واقف ہو چکا ہے۔ جامع مسجد کے قریب جا کر ہم نے شاہد صاحب کا پتہ پوچھا اور ان کے گھر پہنچ گئے۔ اتفاق سے وہ اس وقت گھر میں تھے انہوں نے ہمیں اندر بلالیا اور دیوبند کے مشہور حلوائی عوض کے ہاں سے کھیر منگوا کر کھلائی۔ مجھے اگلی صبح نماز فجر سے پہلے غازی آباد جانے

والی ٹرین پکڑنی تھی۔ صبح منہ اندھیرے اٹھا اور نہا دھو کر سامان اٹھایا۔ رات ایک رکشے والے سے بات طے کر لی تھی۔ دارالعلوم سے ریلوے اسٹیشن ڈیڑھ میل سے بھی کم ہوگا۔ اسٹیشن پہنچا تو معلوم ہوا کہ جس ٹرین سے میں نے سفر کرنا تھا اس کی آمد کی تو ابھی کوئی اطلاع نہیں۔ البتہ جنتا ایکسپریس تین گھنٹے لیٹ ہے اور وہ عنقریب ہی آنے والی ہے۔ میں نے ٹکٹ خریدا اور پلیٹ فارم پر آکر نماز فجر ادا کی۔ میں جنتا ایکسپریس میں سوار ہوکر دس بجے کے قریب غازی آباد پہنچا وہاں ریلوے اسٹیشن پر ناشتہ کیا اور ساڑھے دس بجے مجھے علی گڑھ جانے والی گاڑی مل گئی میں بارہ بجے کے قریب علی گڑھ پہنچ گیا اسی شام مولانا اکبر آبادی بھی شوریٰ کے اجلاس سے فارغ ہوکر علی گڑھ پہنچ گئے موصوف میرے بچوں کے ساتھ پانچ روز ٹھہرے اور ۲۴ اگست کو کالی کٹ روانہ ہوگئے میں ان کی غیر موجودگی میں ان کی لائبریری سے جی بھر کر استفادہ کیا اور اہل علم سے خوب صحبتیں رہیں۔

(بشکریہ ماہنامہ بینات کراچی)

بقیہ:- گردشِ ایام

اتنا وسیع ہے جو اس اعزاز و اکرام کو اپنے ظرف میں سما سکے گا اور قدرت خدا کہ آپ تو اتحاد سے اسطرح نکل بھاگے جیسے اسلامی نظام کیلئے گویا رکاوٹ ہوں؟ آپ کیا سوچ رہے ہیں کہ سہرا میرے سر بندھ رہا ہے۔ آپ اتحاد میں رہتے تو سہرا آپ ہی کے سر بندھتا۔ لیکن افسوس تو اس بات پر ہے کہ آپ ان لوگوں سے راہ و رسم بڑھا رہے ہیں جو اسلام دشمن تو تھے ہی آپکی آپ کی دستار کے بھی دشمن تھے جنہوں نے لاہور کی سڑکوں کے بیچ آپ کی دستارِ فضیلت کے تار تار بکھیر دیئے تھے اور صحیح بات تو یہ ہے کہ آپ اب میدانِ سیاست سے چھٹی کر لیں کہ آپ بارہا اعلان فرما چکے ہیں کہ اگر موجودہ حکومت نظامِ مصطفےٰ ؐ نافذ کر دے تو ہم انتخابات میں حصہ نہ لیں گے ـــــ جمہوریت سے آپ کو واسطہ نہیں۔ اسلام نافذ ہو رہا ہے۔ تو جائیے اب کسی غیر ملک میں تعطیل کے دن گزاریں۔ اور ہو سکے تو بے شک چندہ بھی خوب جمع کیجئے۔

رہا شہداء تحریک کا مسئلہ ان کی شہادت کا صلہ ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات دے چکی ہے۔ مگر آپ کی نظر میں ان کی قربانی کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ آپ کو پان خوب سے خوب ملتے رہیں۔ وہ کیسے؟ لیجئے سنیئے۔

ایک پٹھان نے دیکھا کہ تین آدمی بیٹھے ہیں تو تینوں کو گولی سے اڑا دیا۔ ادھر پولیس کو پتہ چلا تو اس نے خان صاحب کو گھیرے میں لے کر بے بس کر دیا خان صاحب سے پوچھا گیا آپ نے ان تین آدمی کو گولی کیوں مارا؟ تو وہ کہتا ہے کہ ـــ "تو ہم نے یہ تھرماس کا بوتل ان سے کھوس لیا ہے۔ اس میں نسوار ڈالے گا جو گرمی میں ٹنڈا (ٹھنڈا) اور سردی کو گرم رہے گا"۔ یعنی خان صاحب کو اپنی نسوار سے غرض ہے۔ جو تین آدمیوں کا خون ہوگیا اس کی کوئی قیمت نہیں

آپ کے ہونٹوں کی سرخی خدا قائم دائم رکھے۔ آپ مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) گئے تھے تو وہاں سے بھی پان لے آئے تھے۔ اور آج کل بھی پان پہ خوب ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔

اور لیجئے یہ بات بھی ادھار نہ رہے کہ مفتی محمود نے اپنے دورِ وزارت میں صوبہ سرحد میں جو شراب بند کی تھی چونکہ آپ کی صوبہ سرحد میں کوئی سیٹ نہ تھی۔ اس لیے وہ بھی آپ ہی کے دباؤ کے سبب تھی اور اس کا بھی سہرا جناب ہی کے سر بندھتا ہے۔ اچھے آپ نورانی میاں ہیں اور کیا اچھا ہے وہ نور جو تاریکی کو ختم کرنے کی بجائے ظلمت کو پروان چڑھاتا ہے۔

اس سے زیادہ اور کیا کہا جائے کہ:-

تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ

ملک میں اسلامی سزاؤں کا نفاذ فی الفور کیا جائے

"قانون میں تفاوت کسی پر نہیں سب برابر ہیں" مولانا احمد سعید لدھیانوی

گذشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی ہدایات پر لیاقت پور شہر میں دن کو اور رات رحیم یار خان سیرت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ بعد نماز ظہر مدرسہ قاسم العلوم لیاقت پور شہر میں جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں اور شہریوں کا عظیم الشان اجتماع ہوا۔ جس کی صدارت سراج اہلسنت سواد اعظم اہلسنت پاکستان کے صدر جناب مولانا سراج احمد صاحب دین پوری سجادہ نشین درگاہ عالیہ دین پور شریف نے فرمائی جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار کے سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد بشیر صاحب اختر نے تعارفی خطاب فرمایا۔ مولانا محمد شفیع صاحب مظفر گڑھی نے جمعیۃ کی تنظیم اور اس کی جدوجہد کے بارے میں خطاب کیا۔

مولانا احمد سعید لدھیانوی نے فرمایا۔ کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے اعلان ہو گیا ہے۔ یہ قوم کی خوش قسمتی ہے اور شہداء کے خون کا نتیجہ ہے کہ آج اسلامی حدود کے نفاذ کا اعلان ہو گیا ہے انہوں نے کہا کہ اب اس وقت تمام لوگ متحد متفق ہو کر دین اسلام کے اجراء کے لئے کوشش کریں۔ نیکی کیطرف توجہ دی جائے۔ مولانا نور الحق قریشی ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پنجاب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں مسلمانوں اور علماء کی انتھک کوششوں کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان ہو چکا ہے اب دور تبدیل ہو گیا ہے۔

اب حسین احمد مدنیؒ کے وارث ملک میں ملک کی سالمیت کے لئے میدان میں آ گئے ہیں ملک میں اسلامی نظام کی برکات اتنی ہوں گی کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا انہوں نے تمام مسلمانوں سے حضور خاتم النبیینؐ کی سیرت اپنانے کی اپیل کی۔

جلسہ حضرت مولانا سراج احمد صاحب کی دعاء پر اختتام پذیر ہوا۔

علاقہ کے تمام شاخوں کے نمائندگان تشریف لائے تھے مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا عبدالکریم آف جن پور۔ مولانا سید حامد علی شاہ صاحب ملک عبدالحمید فضل حمزہ، مولانا محمد حیات حاجی کالے خاں، صوفی شیر محمد مولوی عبدالحق بستی حبیب آباد ان صاحبان نے اجلاس کی کامیابی کے لئے بہت جدوجہد فرمائی اللہ تعالٰی ان ارکان اور جمعیۃ کے تمام احباب کو صحت وسلامت رکھے (آمین)

ڈاکٹر سید مظفر اسماعیل صاحب جو حضرت دین پوری صاحب سے عقیدت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مکان پر چائے سے مہمانوں کی خدمت فرمائی۔ پھر یہ قافلہ رحیم یار خان روانہ ہو گیا۔

جہاں پر مولانا غلام مصطفٰے جنرل سیکرٹری ضلعی جمعیۃ مولانا قاری حماد اللہ شفیق مولانا رشید احمد لدھیانوی حاجی عبدالرحمان طارق و دیگر احباب نے خوش آمدید کہا۔ رات کو جامعہ موتی مسجد میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام ربانی صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان۔ کی صدارت میں جلسہ عام ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع کے ناظم مولانا قاری حماد اللہ شفیق نے صوبائی رہنماؤں کا تعارف کرایا اور مولانا غلام مصطفٰے صاحب ضلعی جنرل سیکرٹری نے ضلعی مسائل سے آگاہ کیا کہ ضلع میں بجلی کی بہت کمی ہے سڑکوں کے لئے حکومت سے اپیل کی کپاس کی پالیسی تبدیل کرنے کے لئے سفارش کی گئی کہ علاقہ میں کپاس خراب ہو رہی ہے اور جن لوگوں نے کپاس دی ہے رقمیں نہیں ملیں سرکاری واجبہ وصول نہیں ہو رہا اس وجہ سے کاٹن پالیسی پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ کاشتکاروں کو کپاس کے نقصان سے بچایا جا سکے۔

جلسہ عام سے مولانا احمد سعید لدھیانوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم سیرت کانفرنسیں اس لئے کر رہے ہیں تاکہ اپنی اصلاح کریں۔ اسلامی اصلاحات کی برکات اور حضور کی سیرت پر عمل پیرا ہونے سے انسانوں کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

جناب سید مقبول حسین صاحب ایڈووکیٹ نے تنظیمی امور پر ہدایات دیں۔

آخر میں پنجاب جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری مولانا نور الحق قریشی ایڈووکیٹ نے کہا کہ آج حالات بدل گئے ہیں انتظامیہ بھی اپنے حالات تبدیل کرے۔ ورنہ اب رشوتی افسروں اور بلیک میلنگ کرنے والوں کا سختی سے محاسبہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا اسلامی سزاؤں پر جلد عملدر آمد کیا جائے تاکہ برائیوں کا معاشرہ میں خاتمہ ہو جائے انہوں نے کہا آج بعض ممالک بھٹو کے لئے رحم کی اپیلیں کر رہے ہیں میں ان رحم کرنے والوں سے یہ کہوں گا کہ جب

بھٹو نے ظلم کئے انسانوں کو قتل کرایا۔ مولانا شمس الدین جیسے عالم دین کو قتل کرایا لیاقت باغ میں گولیوں کی بوچھاڑ کی۔ بلوچستان میں بمباری کرا کر علاقوں کے علاقے تباہ و برباد کئے کراچی مزدوروں کے ساتھ کیا حشر کیا۔ ایسے ظالم کو اس وقت ظلم سے کیوں نہ روکا انہوں نے کہا کہ اب بھٹو نہیں بچ سکتا یہ خدا ذوالجلال کی پکڑ میں ہے۔ مولانا غلام ربانی صاحب کی دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

چوہدری بشیر احمد صاحب بستی امانت علی والے نے بھی مہمانوں کے اعزاز میں شاندار عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں مہمانوں کے علاوہ شہر کے علماء کرام اور نمازیوں کے علاوہ معززین نے شرکت کی۔

سرکاری ملازمتوں کے لئے ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم لازمی قرار دی جائے

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبید اللہ انور نے کہا ہے کہ اب جب کہ ملک میں اسلامی نظام حیات کی بنیاد رکھی جا چکی ہے تو حکومت پر فرض ہے کہ وہ نظام تعلیم کی فوری اصلاح کا بندوبست کرے اور قرآن حکیم کو نصاب تعلیم میں بنیادی اہمیت کے طور پر شامل کرے مسجد شہداء لاہور میں تعلیم القرآن سوسائٹی کے زیر اہتمام ہونے والی تقریب میں افتتاحی تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عام سرکاری ملازمتوں کے لئے ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم لازمی قرار دی جائے جب کہ کلیدی مناصب کے لئے باترجمہ قرآن مجید کی شرط لازم ہونی چاہئے انہوں نے مطالبہ کیا کہ موجودہ سرکاری ملازمین کو بھی پابند کیا جائے کہ وہ فوری طور پر ان شرائط کے مطابق اپنی کمی پوری کریں اور اس کے لئے ایک خاص وقت متعین کیا جائے جس میں وہ اس کمی کو پورا کر کے باضابطہ سرٹیفکٹ حاصل کریں۔ مولانا انور نے تعلیم القرآن سوسائٹی کے رفقاء کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ ان کی کوشش سے شہر کے مختلف مقامات پر متعدد قرآنی مدارس بچوں کو تعلیم دینے میں مصروف ہیں اور اب یہ سوسائٹی کاروباری ملازمین اور دوسرے لوگوں کے لئے بالغاں کا انتظام کر رہی ہے انہوں نے اہل ثروت کی توجہ دلائی کہ وہ اس مقصد کے لئے آگے بڑھیں اور ملک کے ہر قصبہ اور دیہات میں قرآن مجید کے مدارس کا جال پھیلا دیں۔

جمعیت علماء اسلام کے صوبائی سیکرٹری مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم کی تعلیم ایک انقلابی تعلیم ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو یہ انسان کی کایا پلٹ دیتی ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے قرآن کریم کو طاق نسیاں کی زینت بنایا ہوا ہے اگر آج مسلمان قرآن کریم کو اپنا لیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اسے نافذ کریں تو ان کی تمام مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ قریہ قریہ بستی بستی شہر شہر پھیل جائیں اور قرآن کریم کی تعلیم کو عام کریں۔

تحصیل چونیاں

جمعیت علماء اسلام تحصیل چونیاں کا ماہانہ اجلاس مورخہ ۲۸ فروری کو جامعہ امدادیہ چونیاں میں ہوا۔ صدارت مولانا نواب الدین امیر جمعیت تحصیل چونیاں نے کی اور تلاوت قاری محمد اعظم صاحب میواتی نے فرمائی۔ رکنیت سازی کی مہم کو تیز کرنے پر زور دیا گیا۔ ۱۲ ربیع الاول کو نظام شریعت نافذ کرنے پر صدر پاکستان قومی اتحاد مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ العالی اور صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق صاحب کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا تحصیل کے امیر مولانا نواب الدین نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق صاحب سے مطالبہ کیا کہ رشوت ستانی کے جرم کو ختم کرنے کی خاطر کوئی مکمل ضابطہ نافذ کی جائے۔ اجلاس دعائے خیر کے بعد برخاست ہوا۔

ڈاکٹر علامہ خالد محمود کو صدمہ

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ایم۔ اے پی ایچ ڈی مانچسٹر (انگلستان) کے چھوٹے بھائی جناب شفیق احمد قریشی ایم اے ۱۶ فروری کو انگلستان سے وطن (سیالکوٹ) واپس لوٹے۔ دوران ہوائی سفر ان کو ٹھنڈ لگ گئی اور سیالکوٹ میں گیارہ روز بیمار رہ کر بعارضہ نمونیہ ۲۷ فروری کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم اس حادثہ جانکاہ پر علامہ محمود صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ حق تعالے مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ادارہ علامہ خالد محمود صاحب کے بڑے بھائی جناب احسان قریشی صابری صاحب ایم اے۔ ایم کام پرنسپل گورنمنٹ کالج آف کامرس سیالکوٹ سے بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور ان کے لئے بھی صبر جمیل کی دعا کا طالب ہے۔ انہوں نے بھی اپنے چھوٹے بھائی کی تیمارداری اور علاج معالجہ میں کوئی کسر اٹھا نہیں چھوڑی تھی

قارئین کرام سے بھی گذارش ہے کہ مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

تعلقہ نوشہرہ فیروز

تعلقہ نوشہرہ فیروز میں جمعیت علماء اسلام کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا عبد الطیف کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ جس میں امیر جمعیتہ علماء اسلام اور جنرل سیکرٹری جمعیتہ علماء اسلام تعلقہ جناب حافظ مسعود احمد کے علاوہ کافی تعداد میں کارکنوں نے شرکت کی۔ جس میں دیگر جماعتی امور کے علاوہ پڈعیدن ریلوے اسٹیشن پر ہونیوالی منظم غنڈہ گردی اور آئے دن عصمت دری کے ہونیوالے واقعات پر شدید ردعمل کا اظہار کیا گیا۔ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا۔ ایک ماہ کے اندر ریلوے اسٹیشن کی حدود میں ایک ہی نوعیت کے دو واقعات جن میں ریلوے کے مقامی افسران کی مداخلت

سے فریاد درج نہ ہونے دی۔ مداخلت کرنے والے گروہ میں ریلوے پڈعیدن کے اسٹیشن ماسٹر اصغر علی۔ ٹی آئی نیاز احمد صدیقی اور ناجائز مراعات یافتہ شامل ہیں۔ جو گروہ کا سرغنہ ہے۔ اس اجلاس میں متفقہ رائے سے محکمہ ریلوے وزیر جناب محمد خان جونیجو۔ آئی جی ریلوے پولیس اور ریلوے انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ ریلوے کے بدنام عناصر کے خلاف فوری تادیبی کاروائی کی جائے اور واقعات میں ملوث افراد کے خلاف سخت اقدامات کر کے معاشرہ اور پڈعیدن ریلوے اسٹیشن پر ہونیوالی ان وحشیانہ کاروائیوں کی روک تھام کی جائے دوسری قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ ٹاؤن کمیٹیوں کا احتساب کیا جائے۔ پڈعیدن ٹاؤن کمیٹی کے ہونیوالے خرد برد کی عدالتی تحقیقات کی جائے۔ تیسری قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے، پڈعیدن ریلوے اسٹیشن پر تیزرو، خیبر میل، عوام ایکسپریس کے اسٹاپ بحال کئے جائیں۔ نیز پڈعیدن سے جیکب آباد پسنجر گاڑی کو بحال کیا جائے۔ چوتھی قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے رشوت ستانی کی روک تھام کی جائے۔

جمعیت علماء اسلام میں شمولیت

منڈی مریدکے جمعیۃ کے رہنما ڈاکٹر جناب عبدالحق تاڑر نے ننگل سادہاں کا دورہ کیا اور لوگوں کو جمعیت میں شامل ہونے کی دعوت دی دی جس پر ظہور احمد نمبردار اور چوہدری محمد عبداللہ نمبردار ڈاکٹر محمد علی اور محمد سلیم نے بمعہ اپنی برادریوں کے جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کرتے ہوئے مولانا مفتی محمود کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر عبدالحق تاڑر کے ہمراہ جمعیت علماء اسلام منڈی مریدکے کے ناظم چوہدری محمد سرور اور ناظم دفتر ملک محمد علی بھی تھے۔

ضروری اعلان

بندہ نے جامعہ عربیہ کی تعلیمی و انتظامی ذمہ داریاں پھر سے سنبھال لی ہیں نیز افریقہ سے طلباء آرہے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کا تقاضہ ہے کہ میں جم کر چنیوٹ ہی رہوں گا لہٰذا تمام کرم فرماؤں سے جو تبلیغی جلسوں کے لئے وقت مانگتے ہیں بصد ادب معذرت خواہ ہوں۔ کہ مجھے مجبور کر کے شرمندہ نہ فرمائیں۔

مہینہ میں صرف چار پروگرام ہونگے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ناظم جمعیۃ علماء اسلام پنجاب۔

فقیروالی میں مرکزی راہنماؤں کا خطاب

مولانا محمد شریف وٹو، مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب اور مولانا زاہد الراشدی صاحب کا ضلعی دورہ کے سلسلہ میں ۱۸ فروری ۱۰ بجے صبح فقیروالی خطاب تھا۔ مولانا زاہد الراشدی اور قاضی عبداللطیف صاحب اس دورہ میں شریک نہیں ہوئے۔ مولانا محمد شریف صاحب وٹو نائب امیر مرکزیہ نے اپنے دیگر رفقاء سمیت اس ضلعی دورہ کا خطاب نبھایا۔

۱۸ فروری ۱۰ بجے صبح مولانا محمد شریف صاحب وٹو۔ مولانا محمد یوسف صاحب۔ مولانا محمد رفیق صاحب اور مولانا بشیر احمد فقیروالی پہنچے برلب سڑک جویہ آئل ملز میں ان کا پروگرام تھا۔ پورا پنڈال مجمع سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ راہنماؤں کے استقبال کے لئے اس قدر لوگ جمع تھے کہ سڑک پر ٹریفک رک گیا تھا۔ سٹیج پر مولانا محمد شریف وٹو اور مولانا زاہد الراشدی صاحب زندہ باد کے نعرے لگ رہے تھے۔ مگر سٹیج پر مرکزی قائدین میں سے صرف مولانا محمد شریف صاحب ہارون آباد سے پہنچے۔

تلاوت پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد قاسم قاسمی کنونیر رکن ساز کمیٹی ضلع بہاولنگر نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے حافظ ظفر اللہ شفیق صدر جمعیت طلباء اسلام فقیروالی نے نائب امیر مرکزیہ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ سپاسنامہ لکھنے میں شفیق صاحب نے اپنا پورا زور قلم صرف کر دیا تھا۔ پھر حافظ شفیق صاحب کے پڑھنے کا انداز بھی بڑا نرالا تھا۔ حافظ صاحب بول نہیں رہے تھے بلکہ موتی رول رہے تھے۔ کوثر و تسنیم سے دھلے ہوئے الفاظ نکال رہے تھے حافظ صاحب سپاسنامہ پڑھ رہے تھے ادھر سے سامعین واہ واہ اور تحسین کے ڈونگرے برسا رہے تھے سپاسنامہ پڑھنے کے بعد مولانا محمد قاسم صاحب قاسمی سٹیج پر تشریف لائے اور جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔

آپ نے مختصر الفاظ میں مولانا محمد شریف صاحب وٹو کا تعارف پیش کیا۔

قاسمی صاحب نے کہا کہ آپ مولانا کی سادگی کی طرف نہ دیکھیں مولانا ایک بہت بڑے عالم دین ایک عظیم سیاستدان وقت کے خطیب اور ہماری جماعت کا دماغ ہیں۔

مولانا بڑے سے بڑے مخالف کو بھی چند منٹوں میں اپنا ہمنوا بنا لیتے ہیں۔

مولانا محمد شریف صاحب وٹو جب سٹیج پر تشریف لائے تو فضا نعروں سے گونج اٹھی مولانا محمد شریف صاحب نے اپنی تقریر جمعیۃ علماء اسلام کی مختصر سی تاریخ بیان کی مولانا نے فرمایا کہ نظام اسلام کے نفاذ کے لئے ملک میں ایک زبردست تحریک چلی تھی اس وقت قومی اتحاد میں شامل سب جماعتوں نے متحد رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد بعض جماعتیں اپنے گروہی مفادات خود غرضی اور خوش فہمی کی بناء پر اتحاد کو چھوڑ گئیں ہماری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے سب ساتھی سمندر تک موتی نکالنے کے لئے سفر کرتے ہیں۔ سمندر کے کنارے پہنچ کر بعض ساتھی سمندر کے پانی سے خوف کھا کر بھاگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے بعض ساتھی مقصد کے حصول سے قبل ہم سے جدا ہو گئے ہم نے کہا کہ ہم یا تو سمندر کی تہ سے موتی نکال کر لائینگے

یا اپنے آپ کو سمندر کی موجوں کے سپرد کر دیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج ہمارا سر فخر سے بلند ہے کہ قومی اتحاد کی کوششوں سے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان ہو گیا ہے۔ جو لوگ ملک میں فرقہ وارانہ تقریریں کر کے ملک کی فضا کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا نے ان کی شدید مذمت کی۔ اور سب لوگوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دی۔

مولانا کی تقریر کو سامعین نے بہت ہی پسند کیا۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر سے قبل مولانا محمد یوسف صاحب۔ مولانا بشیر احمد شاد اور مولانا محمد رفیق صاحب نے بھی مختصر خطاب کیا۔

مندرجہ ذیل حضرات نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

ملک محمد اسلم غلہ منڈی فقیر والی۔ چوہدری عبدالرشید اینڈ کمپنی۔ چوہدری محمد شریف عوامی کمیشن شاپ۔ چوہدری رفیع الدین کمیشن ایجنٹ غلہ منڈی فقیر والی۔ چوہدری یوسف علی بشیر احمد مالکان عبداللہ کاٹن فیکٹری۔ خان خدا بخش ظہور احمد مالکان جوئیہ کاٹن فیکٹری۔ محمد بخش و ولی محمد جوئیہ مالکان جوئیہ کاٹن فیکٹری فقیر والی۔ چوہدری عبدالرحمٰن نمبردار ۱۳۱ جی آر مع تمام برادری چوہدری سیٹھ محمد شفیع صاحب چک ۳۹/۱۴۹ اپنے تین سو برادری سمیت۔ چوہدری غلام صاحب چوہدری خوشی محمد صاحب۔ چوہدری محمد رمضان چک نمبر ۱۹۹/۸ آر اپنی پوری برادری سمیت۔

حلقہ پتوکی

جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں مولانا نواب دین قاری محمد ابراہیم مقید حاجی رحمت اللہ مولانا عبدالسبحان چوہدری محصور خان سرور ان تمام راہنماؤں نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ہم مملکت پاکستان اسلامی نظام کے بنیادی اقدامات نافذ ہونے پر پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود اور صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ ان کی محنت اور کوشش سے پاکستان میں اسلامی نظام کی چند بنیادی دفعات کا اعلان کیا گیا ہے انہوں نے کہا اس سے ملک اور عوام کو خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔

تحصیل سمندری

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل سمندری کے کنونیر رانا عزیز احمد خان ایڈووکیٹ نے گذشتہ دنوں ماموں کانجن کا دورہ کیا۔ اور ایک اجلاس سے خطاب کیا جس میں درج ذیل حضرات نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا۔

مولانا محمد انور۔ مولانا محمد یعقوب۔ محمد یونس۔ ڈاکٹر غلام ربانی۔ الحاج عبدالغنی حافظ محمد جمیل۔ رانا محمد ادریس۔ حافظ محمد اجمل۔ حافظ محمد یوسف۔

انہوں نے اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

شمولیت

رانا عزیز احمد خان ایڈووکیٹ صدر جمعیۃ علماء اسلام سمندری نے شہر کا دورہ کیا اور لوگوں کو جمعیۃ میں شمولیت کی دعوت دی انہوں نے اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ خالد میڈیکل ہال۔ حاجی محمد حسین صابری دواخانہ کے مالک۔ حاجی حبیب محمد ڈاکٹر عبدالرزاق۔ غلام رسول۔ ظہور صابر محمد انور حسین۔

حلقہ ارباب ذوق جڑانوالہ

جڑانوالہ۔ جمعیۃ علماء اسلام جڑانوالہ کے جماعتی ساتھیوں نے حلقہ ارباب ذوق کے نام سے ایک مجلس کی بنیاد ڈالی ہے جو کہ جماعتی دوستوں کو کھانے کی دعوت پر جمع کرتی ہے مجلس کا ہر ممبر پندرہ روز کے بعد تمام دوستوں کی دعوت کرتا ہے اور اس میں تمام ساتھی شریک ہوتے ہیں۔ اس طرح اتحاد و اتفاق محبت و اخوت کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ مسلکی اور جماعتی پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے تمام ساتھی مل بیٹھ کر غور و خوض کرتے ہیں۔ اس مجلس کی بنیاد رکھنے والوں میں۔ ڈاکٹر محمد یاسین کلسی بابر عبدالستار ماسٹر نذیر احمد تسنیم خان شامل ہیں۔

حیدر آباد

سوادِ اعظم اہلسنت کے مرکزی رہنما مولانا عبدالحیی عابد نے لطیف آباد ۹ ۔۴ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کا زینہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر عمل کرنا ہے۔ اور علماءِ دیوبند کو یہ مقام حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر عمل کرنا فخر سمجھتے ہیں اور اسی کے لیے جدوجہد کو اپنی زندگی کا مشن بنایا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما حافظ محمد طاہر نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آخرت میں نجات حاصل کرنے کے لیے ایمان ضروری ہے اور ایمان بعد اعمالِ صالحہ اور اعمالِ پہ دوام تبلیغِ حق سے ہوگا۔ اور تبلیغِ حق کی وجہ سے جو مصائب و مشکلات پیش آئیں ان پر صبر کرنا ہوگا۔ اجتماع سے قاری عنایت اللہ قریشی نے بھی خطاب کیا۔

تعزیتی اجلاس

کراچی۔ دفتر جمعیت علماء اسلام حلقہ اعظم بستی میں ملک سراج الدین ایڈووکیٹ ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام کی وفات پر تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت قاری حسین احمد امیر جمعیت علماء اسلام نے کی۔ اجلاس کی کاروائی جناب قاری محمود صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے شروع کی گئی۔ اس کے بعد حافظ عبدالقیوم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں یہ صدمہ نہیں ہے کہ ملک سراج الدین صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ہر انسان کو موت آنی ہے ہمارے لئے تو یہ صدمہ ہے کہ ہم سے ایک نہایت بہترین ساتھی جدا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

علماء حق کی قیادت کے بغیر اسلامی انقلاب نہیں آسکتا

جاوید ابراہیم پراچہ

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر جاوید ابراہیم پراچہ نے کہا ہے کہ علماء حق کی قیادت کے بغیر اس ملک میں اسلامی انقلاب نہیں آسکتا۔ وہ گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے زیر اہتمام شیرانوالہ گیٹ میں ایک جلسہ سے خطاب کر رہے تھے۔ مرکزی ناظم عمومی ندیم اقبال اعوان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ رسول ﷺ ایک انقلابی شخصیت تھے انہوں نے زندگی کے ہر حصہ میں قوم کو دین و اسلام سے روشناس کرایا۔ آج قوم اگر چاہتی ہے کہ اس ملک میں اسلامی انقلاب آجائے تو وہ صرف رسول کریم ﷺ کے پیروکار علماء حق کی قیادت میں ہی آسکتا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلامی نظام تعلیم کو فوری طور پر نافذ کر دیا جائے۔

انتخاب کراچی ڈویژن

صدر: محمد شکیل۔ داؤد میڈیکل کالج کراچی
ناظم عمومی: عبدالقیوم طاہر۔ جامعہ فاروقیہ کراچی
ناظم نشرواشاعت: محمد ذاکر۔ گورنمنٹ سائنس کالج کراچی۔
ناظم مالیات: محمد امان اللہ رحمانی۔ جامعہ فاروقیہ کراچی۔

ضلع گوجرانوالہ

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری ظفر یٰسین بٹ نے صوبہ میں چلے جانے کے بعد ضلعی جنرل سیکرٹری سے مستعفی ہو گئے جمعیۃ طلباء اسلام کی ضلع گوجرانوالہ کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس گذشتہ روز ضلعی صدر محمد فاروق شیخ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں ضلع کے جائنٹ سیکرٹری اول حافظ محمد مصباح کو ضلع گوجرانوالہ کا جنرل سیکرٹری اور محمد زبیر بٹ کو ضلع کا جائنٹ سیکرٹری اول منتخب کر لیا گیا۔

گوجرانوالہ شہر

جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ شہر کی مجلس عمومی کا ایک انتخابی اجلاس ضلعی نائب صدر عبدالوحید شہزاد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی صوبائی صدر محمد ظہیر میر تھے۔ الیکشن کمشنر کے فرائض ظفر یٰسین بٹ نے سرانجام دیئے انتخاب درج ذیل ہیں۔

صدر: محمد ضمیر بٹ۔ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ
نائب صدر: فضل الرحمٰن ڈار۔ گورنمنٹ کمرشل کالج گوجرانوالہ
جنرل سیکرٹری: فخر الدین۔ مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ
جائنٹ سیکرٹری: محمد نصیر میر۔ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ
سیکرٹری نشرواشاعت: محمد نواز بلوچ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ
خازن کا تقرر صدر اور سیکرٹری کے مشورہ سے ہوگا۔

حافظ آباد

جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کے صدر شیخ محمد اکرم کی طالب علمی سے فراغت کی وجہ سے صدارت کے عہدہ سے مستعفی ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ضلعی صدر محمد فاروق شیخ۔ نائب صدر عبدالوحید شہزاد حافظ آباد کی مجلس عاملہ کے مشورہ سے نائب صدر حافظ ناصر محمود کو صدر اور خالد راحیل کو سیکرٹری نشرواشاعت نامزد کیا ہے۔

فقیر والی

جمعیت طلباء اسلام فقیر والی کے نئے ناظم عمومی

جمعیۃ طلباء اسلام فقیر والی کی مجلس عاملہ نے ناظم عمومی صالح محمد کی جگہ مولوی محمد رحمان کو جمعیۃ طلباء اسلام فقیر والی کا ناظم عمومی منتخب کیا ہے۔

انتخاب بھیرہ ضلع سرگودھا

سرپرست: مولانا جلال الدین۔
صدر: محمد زبیر کامران۔ گورنمنٹ کالج بھیرہ
نائب صدر: تنویر محمود پراچہ۔
ناظم عمومی: چوہدری غلام رسول انجم۔ گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ
ناظم: محمد یوسف
ناظم نشرواشاعت: عبدالغفور۔ مدرسہ تعلیم الدین بھیرہ
ناظم مالیات: قاری فاروق احمد۔ دارالعلوم عربیہ بھیرہ

انتخاب، گورنمنٹ کالج نوشہرہ صدر

صدر: کرام اللہ خان گنڈہ پور
نائب صدر: اقبال جاوید۔

ضروری اعلان

صدر جمعیت طلباء اسلام پاکستان جناب جاوید ابراہیم پراچہ نے اپنی علالت کی وجہ سے جمعیۃ طلباء اسلام کے نائب صدر جناب نور احمد سندھی کو قائم مقام صدر نامزد کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ پہلے سے طے شدہ پروگرام ملتوی نہ کئے جائیں انہیں باقاعدگی سے کیا جائے۔ دیگر رہنماء جمعیت طلباء ان پروگراموں میں شرکت کریں گے۔

جنرل سیکرٹری : رحمان سید

جوائنٹ سیکرٹری : ناصر خاں

سیکرٹری نشر و اشاعت : سید سراج الحق جیلانی۔

مالیات : احسان الرحمٰن۔

شمولیت لاہور

جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ گلبرگ کا اجلاس غالب مارکیٹ کی جامع مسجد میں مولانا سیف الدین کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے ضلع لاہور کے صدر خالد محمود ڈھیپو نے خطاب کیا۔ اس موقع پر جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام سے متاثر ہوکر درج ذیل نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ محمد نعیم قریشی، سید امتیاز، خالد لطیف، حافظ ہدایت اللہ، محمد شریف، محمد زبیر، محمد ادریس، محمد قاسم، محمد یعقوب، محمد صدیق، اظہار الحق، محمد الیاس اور حافظ عبدالرشید ضلع لاہور کے صدر خالد ڈھیپو نے شامل ہونے والے طلبہ کا خیر مقدم کیا۔

انتخاب حلقہ گلبرگ لاہور

سرپرست : مولانا سیف الدین سیف۔

کنوینر : محمد نعیم قریشی۔

معاونین : حافظ ہدایت اللہ۔

حافظ عبدالرشید، محمد ادریس اعوان یہ کنوینگ کمیٹی ایک ماہ کے اندر معاونت سازی مکمل کرا کے انتخاب کرائے گی۔

شمولیت۔ پیر جوگوٹھ (خیر پور)

جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام سے متاثر ہوکر ایم۔ ایس۔ ایف کی مرکزی منشور کمیٹی کے رکن ظہیر احمد معین اور ان کے ساتھیوں بشیر احمد، محمد اقبال سندھی رحیم بخش خلجی اور عبدالرشید نے باقاعدہ جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ خلیل احمد بلوچ نے ان شامل ہونے والے طلباء کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے جاوید پراچہ اور ڈاکٹر نذیر ہنبوار کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

شمولیت میانوالی

جمعیۃ طلباء اسلام میانوالی شہر کا ہفتہ وار اجلاس صدر ملک محمد یعقوب ندیم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ سنٹرل ماڈل کالج کے بوستان خان اور امان اللہ گورنمنٹ ایم سی۔ بی سکول کے رانا رشید احمد، رانا غلام مصطفےٰ

مدرسہ تعلیم القرآن کے حافظ محمد یعقوب اور شیر محمد نے جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام سے متاثر ہوکر باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا۔

راولپنڈی۔ افتتاح دفتر

جمعیۃ طلباء اسلام راولپنڈی کے زیر اہتمام کالج روڈ پر دفتر کے افتتاح کے سلسلہ میں ایک پُر وقار تقریب استقبالیہ منعقد ہوئی اس تقریب کے مہمان خصوصی وفاقی وزیر امور کشمیر حاجی فقیر محمد تھے اس تقریب میں جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی قائدین کے علاوہ معززین شہر نے بھی شرکت کی۔ حاجی فقیر محمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ طلبہ اپنی زندگی اسلام کیلئے وقف کر دیں۔ انہوں نے جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں کو مبارک باد دی کہ انہوں نے ہر دور میں قربانیاں دے کر اپنے بزرگوں کی شاندار روایات کو زندہ رکھا۔ بعد میں حاجی صاحب نے دفتر کا افتتاح کیا اور اپنے دست مبارک سے رجسٹر میں چند کلمات سے کارروائی کا آغاز کیا۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری ندیم اقبال اعوان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ جمعیۃ طلباء اسلام علماء حق کی قیادت میں لارڈ میکالے کے نظام کا جلد خاتمہ کر دے گی۔ جیسے بڑھ کر طالب علم یا تو عظیم سوشلسٹ بن کر نکلتا ہے یا کمیونزم کا پرچار کرنے والا ہوتا ہے انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تعلیمی کمیشن میں علماء کو نمائندگی دی جائے اس استقبالیہ سے جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے نائب صدر شیخ محمد اکبر، شمس الحق، مشتاق، قومی اتحاد راولپنڈی کے جنرل سیکرٹری شیخ محمد شریف، شیخ اختر حسین جمعیت طلباء اسلام ضلع راولپنڈی کے کنوینر عتیق عالم اور محمد سعید خاں نے بھی خطاب کیا۔

ضروری اطلاع

جمعیۃ طلباء اسلام کے جنرل سیکرٹری جناب ندیم اقبال اعوان نائب صدر عبدالرؤف ربانی اور نور احمد سندھی قائمقام صدر ۲۳ مارچ کو کوئٹہ ایکسپریس سے بلوچستان ایک ہفتہ کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔

جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی صدر کار کے حادثہ میں زخمی ہو گئے

ہری پور: جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی صدر جاوید ابراہیم پراچہ اور نائب صدر سید نصیب علی شاہ بخاری اور صوبائی صدر عبدالوہاب پشاور سے مانسہرہ کو تنظیمی دورہ کے سلسلہ میں جا رہے تھے کہ ہری پور کے قریب ہزارہ روڈ پر ان کی کار حادثہ کا شکار ہو گئی۔ کار میں سوار جمعیت کے مرکزی صدر جاوید ابراہیم پراچہ حادثہ میں سخت زخمی ہو گئے پراچہ صاحب کی ٹانگوں میں شدید درد محسوس کی جا رہی ہے جبکہ مرکزی نائب صدر سید نصیب علی شاہ بخاری کو معمولی زخم اور چوٹیں لگی ہیں مرکزی رہنماؤں کی حالت اب پہلے سے کافی بہتر ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا حکیم عبدالرشید انور نے ملک بھر کے علماء اور طلباء سے دعائے صحت کی اپیل کی ہے مرکزی صدر حادثہ میں زخمی ہونیکی وجہ سے مرکزی جنرل سیکرٹری ندیم اقبال اعوان نے جلد پروگرام تکمیل تک پہنچائیں گے۔

کھاریاں کینٹ

جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے نائب صدر شیخ محمد اکبر اور انور علی نے کھاریاں کا تنظیمی دورہ کیا۔ اور مختلف طلباء سے تنظیمی امور پر بات چیت کی۔ اور کھاریاں میں شہناز اختر کو کنوینر مقرر کیا۔

دار العلوم اور مسائل

اس عنوان کے تحت ہم روزمرہ کے مسائل پر مراسلات شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام خطوط خوشخط جامع مختصر اور صفحہ کے ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں ایسے مراسلے شامل اشاعت نہیں ہوں گے جو کاغذ کے ہر دو اطراف طویل اور جن پر مراسلہ نگار کا مکمل پتہ نہیں ہوگا۔ مراسلات اس پتہ پر بھیجیں: شعبہ دار العلوم و مسائل ہفت روزہ ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور

سڑک ۔ پینے کا پانی ۔ اور بجلی ؟

صوبہ بلوچستان ہر دور میں پسماندہ رہا ہے کوئی حکومت ایسی نہیں آئی جس نے بلوچستان کی خوش حالی اور ترقی کے لئے کوئی خاطر خواہ قدم اٹھایا ہو۔ اب مارشل لاء کی حکومت میں بلوچستان کے عوام کو یہ امید ہوئی تھی کہ یہاں کی حالت سدھر جائے گی۔ گو کہ بلوچستان کی اصلاح و ترقی کیلئے خاصا کام ہوا ہے مگر متعدد علاقوں کی صورت حال بدستور ہے۔

ان علاقوں میں سے ضلع لورالائی بھی ایک پسماندہ ترین ضلع ہے۔ سڑک کا کوئی انتظام نہیں ہے آمد و رفت میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ صرف یہاں رہ کر ہی ہو سکتا ہے ضلعی صدر مقام میں بجلی چار دن بعد آتی ہے۔ پینے کا پانی نایاب ہے۔ لورالائی سے کوھو تک سڑک کچی ہے۔

حکومت بلوچستان اور متعلقہ حکام سے التماس ہے کہ مذکورہ مطالبات پر عملدرآمد کیا جاوے۔

سید شمس الدین۔ گل محمد

تحصیل دکی ضلع لورالائی

مالکانہ حقوق دیئے جائیں

مکرمی!

غریب محلہ منڈی حاصل پور کا سب سے پرانا اور بڑا محلہ ہے۔ اور آبادی بھی دس ہزار سے متجاوز ہے۔ مگر پکی آبادی ہونے کے باوجود یہاں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے۔

بلدیہ اور متعلقہ حکام سے التماس ہے کہ محلہ غریب آباد کو جلد از جلد مالکانہ دیئے جائیں۔

دین محمد قاسمی۔ مدرسہ امدادیہ

منڈی حاصل پور ضلع بہاولپور

سیمنٹ کا کوٹہ برابر دیا جائے۔

ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری نے بہاولپور میں سیمنٹ کی سپلائی بہاولپور کے کوٹہ کے مطابق شروع کر کے ہمارے دیرینہ مطالبہ کا ازالہ کر دیا جس کی وجہ سے اب بہاولپور میں سیمنٹ کی قلت ختم ہو کر رہ گئی ہے اگر ان حالات میں ہمارے کینسل شدہ سیمنٹ سٹاکٹوں کو بھی بحال کر دیا جائے تو سیمنٹ کھلی مارکیٹ میں فروخت ہو سکتا ہے اور آج سے آٹھ سال قبل یعنی بھٹو دور سے پہلے جو بازاروں میں عام سیمنٹ فروخت ہوتا تھا وہی صورت پیدا ہو سکتی ہے سیمنٹ کی قلت کی اصل وجہ ہمارا منظور شدہ کوٹہ پورا سپلائی نہ ہونا تھا جو کہ جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی حکومت کے بعد ختم ہو چکی ہے جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے اپیل ہے کہ وہ ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری کو ہدایات فرمائیں کہ ہمارے کوٹہ کی سپلائی اسی طرح رکھے جس طرح اس وقت کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ تمام سٹاکٹوں کو سیمنٹ کی سپلائی برابر کرے کیونکہ فیکٹری نے اپنے سٹاکٹوں کو دو سو من اور روہڑی سیمنٹ فیکٹری کے سٹاکٹوں کو ۷۰ من سے ۱۴۴ من تک سپلائی کر رہی ہے ہمیں امید ہے کہ تمام سٹاکٹوں کو سیمنٹ کی سپلائی برابر کئے جانے کا فارمولا جلد از جلد تیار کیا جائے گا۔ مارشل لاء اور پرائس کنٹرول معائنہ ٹیم پرچون فروشوں اور سبزی فروشوں کی دوکانوں پر چھاپہ مارنے سے قبل تھوک فروشوں اور سبزی منڈی کے ریٹ چیک کریں۔

مارشل لاء حکام کو چاہیئے کہ جہاں تاجر حضرات پر چھاپہ ٹیم مقرر ہے وہاں نوکر شاہی کی چیکنگ کے لئے بھی معائنہ ٹیم مقرر کی جائے۔ تاکہ دونوں طبقوں کی اصلاح ہو سکے۔

عبدالمجید۔ صدر سیمنٹ سٹاکسٹ ایسوسی ایشن

ملتان روڈ بہاولپور۔

ورائیٹی شو پر پابندی عائد کی جائے

ہر سال جشن ڈیرہ جس کو سرائیکی میں میلہ اسپان کہتے ہیں۔ نہایت جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ جس میں پنجاب اور سرحد کی کثیر تعداد شرکت کرتی ہے۔ اس میں حکومت کو کافی آمدنی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں۔

گذشتہ دو سالوں سے اس جشن کے اختتام پر ڈیرہ انتظامیہ ورائیٹی شو کا اہتمام کرتی ہے۔ اس دوران کافی بے حیائی اور فحاشی ہوتی ہے۔ ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایک جانب پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو چکا ہے جب کہ دوسری جانب نوکر شاہی بے حیائی کو پروان چڑھا رہی ہے۔ جو نہایت دکھ کی بات ہے میں گورنر جناب فضل حق صاحب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ اس ورائیٹی شو کو منسوخ کرائیں۔

فضل محمد عثمانی۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان سٹی

[redacted]

بقیہ: رواں دواں

مثالوں کے ساتھ سانحہ برما کی مثال یاد رکھنی چاہیے۔

اگر یہ اپیلیں "انسانیت کے نام پر" ہیں تو ایران میں موت کے گھاٹ اتارے جانے والے بھی انسان ہیں ان کے حق میں بھی اپیلیں ہونی چاہئیں۔ ۴۰۰ افراد جو پھانسی دیئے جا چکے ہیں وہ بھی انسان تھے مگر "انسانیت" کا مطلب یہ نہیں کہ اسے چوروں قاتلوں اور ڈاکوؤں پر بھی لاگو کیا جائے۔

انسانیت صرف انسانوں پر لاگو ہوتی ہے انسانوں کا قاتل انسان کہلانے کا کسی طور حقدار نہیں۔

بقیہ: انٹرویو

الیکشن نہ ہوئے تو اتحاد اپنے وزراء واپس بلانے کے وعدہ پر قائم رہے گا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ایران میں عوامی جدوجہد اور تحریک کی فتح ہوئی ہے انہوں نے عوامی تحریک کے سربراہ آقائے آیت اللہ خمینی کی حمایت کا اعلان کیا اور دعا کی کہ خدا کرے ایران میں فوری طور پر نظام مصطفےٰ کا نفاذ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایران میں ایرانی عوام کی خواہش تھی کہ شہنشاہ ایران تخت سے دستبردار ہو جائیں اور آقائے آیت اللہ خمینی کی قیادت میں حکومت قائم ہو۔ عوام نے عظیم تحریک چلائی۔ جس کے نتیجہ میں شاہ کو تخت چھوڑنا پڑا اور آیت اللہ خمینی کے حامی برسر اقتدار آ گئے انہوں نے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ ہمارا ہمسایہ ملک ایران آیت اللہ خمینی کی سرپرستی میں ترقی کی منازل طے کرے اور وہاں شریعت کے مطابق نظام قائم ہو۔

بقیہ: ملتان کے لیل و نہار

شخص اگر حد سے بڑھ جاتا ہے تو اسے تعزیر کے طور پر سزا دی جا سکتی ہے زانی کو گولی ماری جا سکتی ہے اور وہ ہاتھ جو اتنا لمبا ہو کہ دوسرے کی جیب تک چلا جائے اسے کاٹا جا سکتا ہے۔ عمر قید کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔

فیصل آباد میں ایک جعلی پیر پکڑا گیا ہے جس نے مرید کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھایا ایسے جعلی پیر کو گولی مار دی جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اسی طرح یہ ثابت ہو جائے کہ چوری ہوئی ہے تو ہاتھ بھی کاٹا جائے مگر کسی بے گناہ کو نہ پھانسا جائے۔

بقیہ: جائزہ رپورٹ

ملکہ ہانس

مقامی صدر ہیں مولانا سید نور حسین شاہ۔ نائب صدر قاری نعمت اللہ۔ جنرل سیکرٹری مولانا غلام رسول۔ جائنٹ سیکرٹری صوفی محمد حنیف ان راہنماؤں نے تمام تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا اس وقت رکنیت سازی مہم جاری ہے مہم کے دوران میاں فتح محمد۔ محمد حسین اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت جمعیت میں شامل ہوئے ہیں۔ مولانا سید نور حسین شاہ یہاں کی اہم شخصیت ہیں آپ کافی سرگرمی کے ساتھ جماعتی کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ضلع کے مسائل

ڈائری مقررہ صفحات سے تجاوز کرتے ہوئے پورے ضلع کے مسائل مجموعی طور پر پیش کئے دیتا ہوں۔ اس وقت پورے ضلع میں سیمنٹ کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ لوگ اس کے حصول کیلئے پریشان ہیں تمام شہروں میں بلدیہ صفائی کی طرف کم متوجہ ہے۔ سٹریٹ لائٹ کی طرف شاید چوروں کے جذبات کے پیش نظر متوجہ نہیں عوامی مسائل پیچ در پیچ ہو رہے ہیں مگر انتظامیہ انہیں لفٹ کرانے کے لیے کچھ زیادہ تیار نظر نہیں آتی۔ بڑے شہروں میں سوئی گیس کا مسئلہ بڑا اہم ہے ہر شہر کی آبادی بڑھ رہی ہے لیکن اضافی بستیوں کا کوئی پروگرام نہیں ہر جگہ سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں گلیاں بالکل بیکار اوکاڑہ میں ریلوے کراسنگ پل کی منظوری ہو چکی ہے لیکن اب تک درسید عمل نہیں ہوا اور دیگر بہت سے اہم مسائل ہیں۔ لہٰذا شہری حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ

اک نظر ہم پہ بھی ساقی ہم بھی تشنہ کام ہیں

بقیہ: اللہ والوں کی دنیا

الحمد للہ فضلائے دارالعلوم کو کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آئی جبکہ بی۔ اے۔ ایم۔ اے جوتیاں گانٹھتے ہیں۔ ان قدسیہ نفوس اصحاب پر مشتمل حضرات نے دارالعلوم میں وہ تاریخی کردار ادا کیا ہے کہ فرزندان توحید اس پر جتنا فخر بھی کریں کم ہے اخلاق و عادات میں یہ حضرات صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات و شمائل خصائل کا بہترین نمونہ ہیں، سخاوت شجاعت عجز و تواضع ذلت و انکساری مہمان نوازی غربا پروری صلح رحمی اخلاص و بندگی۔ محبت و آداب احترام مشائخ و اکرام مسلم ایفائے وعدہ غرضیکہ جتنے بھی کمالات ایک بہترین انسان مومن کامل اور اللہ والوں کیلئے لازم اور ضروری ہیں وہ سو الحمد للہ سب کے سب مشائخ دیوبند رحم اللہ تعہ کے یہاں ضرور ہی ملتے ہیں۔ اس کو کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے مگر یہ ایک بین اور واضح حقیقت ہے کہ غلام ہندوستان میں اگر دارالعلوم کی بنیاد نہ رکھی جاتی تو آج بھی ہندوستان غلام ہی ہوتا اس مقصد کے لیے "علمائے حق اور ان کی مظلومیت کی داستانیں" نامی کتاب کا مطالعہ فرمائیے تو آپ بھی ہمارے اس دعوٰی کی ضرور ہی تصدیق کرنی پڑے گی اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب مرحوم شہابی نے حضرت شیخ الہندؒ کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے اس کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے "جب شیخ الہندؒ کی میت کو غسل دینے کیلئے تختے پر لٹایا گیا تو دیکھنے والے سکتے میں رہ گئے کہ کمر پر ہڈیوں کے سوا کچھ نام کو نہیں تھا اس کے متعلق حضرت شیخ کے شاگرد رشید حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مالٹا کے شب و روز میں حضرت شیخ الہندؒ کو ایک تہہ خانہ میں لے جا کر اوندھے منہ لٹایا جاتا اور آپ کی کمر پر گرما گرم سلاخیں دھری جاتیں اور آزادئ ہند کے موقف کو تبدیل کرنے پر اصرار کیا جاتا تھا مگر استاذ محترم نور اللہ مرقدہ ہر دم ایسا جواب دیتے کہ ظلم کرنے والے بھی اشکبار ہو جاتے تھے جب انہوں نے تمام حیلوں کے بعد آپکو ہر حالت ثابت قدم پایا تو اس مذموم مشغلے سے رک گئے۔ اللہ اکبر یا اللہ ان بزرگوں پر تیری لاتعداد رحمتیں ہوں آمین۔

حضرت ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں فرمایا تھا کہ "آزادئ ہند کے محل کی تعمیر میں گارے کی جگہ میرا خون اور اینٹوں کی جگہ میری ہڈیاں